مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْماً (۳۳: ۴۰)

رسالہ موسومہ بہ

آخری نبی

از رشحات قلم

حضرت مولانا محمد علی لاہوری امیر اول جماعت احمدیہ لاہور

یہ کتابچہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں کے اس غلط عقیدہ کی رد میں لکھا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں۔

﴿شائع کردہ﴾

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا

ایل۔۲۵/اے، دلشاد گارڈن، دہلی۔۹۵

Email:ahmadiyyaanjuman@yahoo.co.in

Our Website: www.aaiil.org

نام کتاب .... آخری نبی

مؤلف .... مولانا محمد علی لاہوری

طبع اول۔ لاہور پاکستان میں ۱۹۲۲ء

طبع دوم۔ پہلی مرتبہ دہلی ہندوستان میں ۲۰۱۰ء

تعداد ۱۰۰۰

تعداد صفحات ۶۹

(نظر ثانی شدہ ایڈیشن)

شائع کردہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا

ایل۔۲۵/اے، دلشاد گارڈن، دہلی۔۹۵

Email:ahmadiyyaanjuman@yahoo.co.in

Our Website: www.aaiil.org

تمہید

کیسا پرحکمت اور دلکش مسئلہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے آخری نبی ہیں۔
جن کے جھنڈے تلے کُل انسانیت جمع ہوگی انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قد می۔
دنیا کی ابتدائی حالت ایک بچہ کی زندگی کے مانند ہے۔ضروریات وقتی کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے الگ الگ قوموں میں اپنے نبی بھیجے تا کہ ان کی ضرورتوں کے مطابق انہیں تعلیم دیں اور جب دنیا کی وہ حالت درست ہوگئی جسے انسان کے زمانہ بلوغ سے مشابہت ہے تو ایک مکمل لباس تقویٰ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے عطا ہوا جس میں آئندہ کسی اور کی ضرورت نہ رہی۔

دنیا پر پہلے ایک تاریک رات چھائی ہوئی تھی جس کے اندر گھر گھر کو روشن کرنے والے نبوت کا چراغ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے روشن کیا اور آخر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتاب عالمتاب کاظہور ہوااور داعیاً الی اللّٰہ باذنہ و سراجاًمنیرا (۳۳:۴۶)

آپؐ کے کامل نور کے بعد کسی چراغ کی ضرورت نہ رہی۔نہ نئے کی، نہ پرانے کی۔
نسل انسانی کی وحدت جو اسلام کے دو عظیم الشان مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔ پوری نہیں ہوسکتی۔سوائے اس کے کہ ایک ہی تخت نبوت کے گرد سب گھومنے والے ہوں۔غلام لاکھ ہوں اور آقا ایک ہو۔پھر اگر خدا کے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتم النبیین یا آخری نبی کے لفظ آئے تھے تو خدا کے فضل نے اس کی سچائی کو کیسا واضح کر دیا کہ اس تیرہ سو سال میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد گذرے ہیں دنیا اس قسم کے عظیم الشان انسانوں کو پیدا نہیں کرسکی جو اخلاقی اور مذہبی انقلاب دنیا میں پیدا کر دیا کرتے تھے اور اس بات کا اعتراف مخالفین اسلام تک کو ہے۔تو یوں خدا تعالیٰ کا قول نہایت اعلی درجہ کی حکمت پر مبنی تھا۔آپؐ اللہ تعالیٰ کی اس فعلی شہادت سے مؤید ہو کر آفتاب نصف النہار کی طرح چمکے۔

اب میری ان دونوں مسلمان گروہوں کی خدمت میں جو یا تو ایک پرانے نبی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنا مانتے ہیں اور یا ایک نئے نبی کا آنا مانتے ہیں۔ یہ التماس ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اسلام کی عظمت اسی بات میں ہے کہ اب ایک نبی دنیا کا ہادی

رہے۔نہ قرآن کے بعد ہمیں کسی کتاب کی ضرورت ہے، نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہے۔ ہمارا ایک خدا ہے، ایک رسول ہے اور ایک کتاب ہے رضینا باللّٰہ رباً و بالاسلام دیناً و بمحمد نبیناً لااِلٰہَ اِلّاَ اللّٰہُ محمدٌ رَسُولُ اللّٰہِ

خاکسار

محمد علی

احمدیہ بلڈنگس لاہور

۱۶/دسمبر ۱۹۲۲ء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہٖ الکریم

مسئلہ نبوت اور میاں صاحب

میں مدت سے چاہتا تھا کہ جناب میاں صاحب مسئلہ نبوت پر خود قلم اٹھائیں اور میں اصولاً اس مضمون پر کچھ لکھنے کے لئے انہیں مدعو کرتا رہا مگر انہوں نے توجہ نہ کی اور اس معاملہ میں حقیقۃ النبوت کا حصہ اول لکھ کر اور حصہ دوم کا وعدہ کر کے ہمیشہ کے لئے خاموشی اختیار کر لی۔ اس مہر خاموشی کو اب گورداسپور کے بیان عدالت نے توڑا ہے اور مجھے ان کے اب خود قلم اٹھانے پر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ یہ بحث اصولاً نہایت آسانی سے طے ہو سکتی ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطابق تعلیم قرآن وحدیث آخری نبی ہیں تو آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ بطور مجاز یا استعارہ کوئی اس لفظ کو استعمال کرے اور اگر کوئی قطعی شہادت نہ ملے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد بابِ نبوت مسدود نہیں ہے تو بلا شبہ کوئی شخص نبی ہو سکتا ہے۔

ما بہ النزاع خاتم النبیین کے معنی ہیں

ہمارے سامنے سوال نہایت مختصر ہے جس کو حل کرنا ہے یعنی یہ تو میرا اور میاں صاحب دونوں کا ایمان ہے کہ قرآن کریم میں الفاظ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آئے ہیں بحث صرف اس قدر ہے کہ ان الفاظ کے معنی کیا ہیں۔ میاں صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ میرے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی ہیں ۔آخری نبی۔ میاں صاحب نے دعوے سے بیان کیا ہے کہ جو معنی وہ کرتے ہیں وہ لغت میں لکھے ہوئے ہیں اور جس طرح وہ معنی کرتے ہیں۔ اسی طرح لکھے ہوئے ہیں یعنی[1] وہ الفاظ کی کوئی تاویل قطعاً نہیں کرتے اور ''خاتم النبیین'' کے معنی لغت میں آخری نبی نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے بیان کے الفاظ ان کے اخبار الفضل میں شائع شدہ بیان کے مطابق یہ ہیں۔

۱۔ سب سے بڑا مغالطہ جو میاں صاحب نے اس مضمون میں دینا چاہا ہے وہ یہ ہے کہ گویا خاتَم کے معنی مہر ثابت ہو جانے سے ''خاتم النبیین'' کے معنی بن جاتے ہیں۔ وہ نبی جس کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ حالانکہ ہمارا مطالبہ یہ نہیں کہ وہ خاتَم کے معنی مہر دکھا دیں بلکہ یہ ہے کہ وہ ''خاتم النبیین'' کے معنی ایسا نبی ہے جس کی اتباع سے دوسرے نبی بن جایا کریں۔

''ہمیشہ سے اس کے یہ معنی کئے جاتے ہیں ہم اس کی تعبیر نہیں کرتے بلکہ یہ معنی لغت کے ہیں۔بعض لوگ ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی بھی کرتے ہیں مگر لغت میں اس کے معنی آخری نبی کے نہیں ہیں'' (الفضل ۲۹/۲۶، جون ۱۹۲۲ء)

خاتم النبیین کے معنی محاورہ عرب میں

اب میں لغت سے میاں صاحب کی نئی تفسیر کی رُو سے محاورہ عرب ہی مراد لے لیتا ہوں تو یہ تو میاں صاحب نے بھی مان لیا کہ وہ اپنے معنی محاورہ عرب میں بغیر کسی تاویل کے صفائی سے لکھے ہوئے بتاویں گے اور بالمقابل میرا بھی یہ دعویٰ ہے کہ جو معنی میں کرتا ہوں وہ میں محاورہ عرب میں صفائی سے لکھے ہوئے دکھادوں گا۔اول میں اپنے دعویٰ کو لیتا ہوں اور تین طرح پر دکھاؤں گا کہ محاورہ عرب کی رُو سے ''خاتم النبین'' کے معنی آخری نبی ہیں،یعنی اول اس طرح پر کہ خود ان الفاظ خاتم النبیین کے معنی لغت یا محاورہ عرب کی کتابوں میں آخری نبی لکھے ہیں دوسرے اس طرح پر کہ عرب میں ''خاتم القوم'' کا محاورہ جس کے مطابق ''خاتم النبیین'' ہے صرف ایک ہی۔ یعنی ''آخر القوم'' کے معنی میں بولا جاتا تھا۔تیسرے اس طرح پر کہ لفظ خاتَم بمعنی آخری۔عرب میں استعمال ہوتا تھا۔میاں صاحب نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ ''لغت عرب کا بہت سا علم ہمیں کتب لغت کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے''اس کے علاوہ جو تھوڑا سا علم حاصل ہوتا ہے جسے انہوں نے خود بطور شہادت پیش کیا ہے وہ تفسیر کشاف اور تفسیر ابو حیان یا تفسیر فتح البیان میں ابوعبیدہ کا قول ہے جس کے اقوال کو صاحب لسان نقل کیا کرتے ہیں

محاورہ عرب کا علم کہاں سے مِلتا ہے

تو معلوم ہوا کہ یہ باقی تھوڑا سا علم بھی میاں صاحب کے اپنے بیان کے مطابق مصنفین کتبِ لغت سے یا مفسرین سے حاصل ہوتا ہے۔ان کے سوا میاں صاحب نے اور کوئی سند پیش نہیں کی۔یعنی ایام جاہلیت کے اشعار وغیرہ سے کوئی سند نہیں دی۔اس لئے ہماری موجودہ بحث میں کتب لغت اور تفاسیر ہی بالآخر محاورہ یعنی لغت کا مدار ہیں۔اس لئے میں ان دونوں کے اقوال کو پیش کرتا ہوں یادرہے کہ میں تاویل کوئی نہیں کروں گا یعنی یوں نہیں کہوں گا کہ لغت میں یوں ہے اور اس سے مراد یہ ہے بلکہ صرف الفاظ لغت کو پیش کروں گا اور میاں صاحب کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ ان کے معنی بغیر کسی تاویل کے لغت میں موجود ہیں اور ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔اس لئے وہ بھی کوئی

تاویل نہیں کریں گے یعنی یہ نہیں کہیں گے کہ لغت میں یہ معنی لکھے ہیں اور مراد اس سے یہ ہے۔

خاتم النبیین کے معنی کُتب لغات میں

اب اول لغت کی کتابوں کو لیتا ہوں جن میں بہت سا علم لغت کا ہے اور بعد میں تفاسیر کولوں گا جہاں تھوڑا علم لغت کا ہے الفاظ ’’خاتم النبیین‘‘ کے معنی لغت کی کتابوں میں یوں لکھے ہیں۔

(۱) تاج العروس:۔خاتَم النبیین ای آخرھم یعنی ”خاتم النبیین“ کے معنی آخری نبی ہیں۔

(۲) لسان العرب:۔وخاتَم النبیین ای آخرھم قال وقد قری خاتِم یعنی ’’خاتم النبیین‘‘ کے معنی آخری نبی ہیں اور خاتَم کی جگہ خاتِم بھی پڑھا گیا ہے۔

(۳) مفردات راغب:۔ وخاتَم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھابمجیۃ اور ’’خاتم النبیین‘‘ اس لئے کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی اپنے آنے سے تمام کر دیا۔

(۴) مجمع البحار:۔ بالفتح اسم ای آخرھم یعنی (خاتَم) فتح کے ساتھ اسم ہے اور (خاتم النبیین کے) معنی آخری نبی ہیں لیکن میاں صاحب کے لئے ایسی شہادتیں کیا وقعت رکھتی ہیں۔ ’’رہا یہ سوال کہ جن مصنفین نے یہ معنی بتائے ہیں انہوں نے کہاں سے یہ معنی لکھے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے عقیدتاً پہلے خاتم النبیین کے معنی آخری کے کئے ہیں اور اس عقیدہ کو اپنی کتب میں لکھ دیا ہے‘‘ مگر میاں صاحب نے اپنی نرالی منطق سے اس گرہ کو نہ کھولا کہ جب محاورہ عرب میں خاتَم کے معنی آخری آتے ہی نہ تھے تو عقیدہ کس طرح بن گیا۔ یعنی یہ ایجاد کس نے کی کہ ’’خاتم النبیین‘‘ کے معنی آخری نبی ہیں۔ آیا یہ عقیدہ بغیر محاورہ عرب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ میں آخری نبی ہوں یا یہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنا لیا اور کیا وہ محاورہ عرب سے ناواقف تھے؟ جب محاورہ عرب میں صراحت سے اس کے ایک ہی معنی تھے کہ ’’وہ جس کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے‘‘ تو یہ آخری نبی کا عقیدہ کب اور کس نے ایجاد کیا۔ امید ہے کہ میاں صاحب کی ذہانت اس کو ضرور حل کر دے گی۔

میاں صاحب کی سوچ یہ ہے کہ لغت نویسوں کے لغت لکھنے سے پہلے ’’خاتم النبیین‘‘ کے معنی آخری نبی۔ اس قدر عام تھے کہ انہوں نے بھی بغیر سوچے اپنی کتابوں میں یہ لکھ دیا‘‘۔ بلکہ جناب میاں صاحب کا قیاس اور بھی پرواز کر کے بعض بلندیوں یا گہرائیوں کو طے کر کے یہاں

پہنچا ہے کہ ''یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ بعض لوگوں نے اس آیت کے معنی آخری نبی سن کر اس لفظ کو ان معنوں میں استعمال کرنا شروع کر دیا ہو'' ایسے ایسے قیاسات سے تو (نعوذ باللہ) یہ بھی کہا سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا میں کوئی نہیں ہوئے مگر چونکہ پہلے بعض لوگوں نے یہ عقیدہ بنا کر ایک قرآن مشتہر کر دیا۔ اس لئے تاریخ نویسوں نے بھی لکھ دیا کہ ایسے ایسے واقعات ہوئے ہیں میں نہیں جانتا کہ میاں صاحب کی یہ دست درازیاں آخر انہیں کہاں تک پہنچائیں گی۔

عیسائی لغت نویسوں نے بھی خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے ہیں

مزید ان پر اتمام حجت کے لئے میں ان چار سب سے اعلیٰ درجہ کی مستند لغت کی کتابوں کے علاوہ ایک عیسائی کی لکھی ہوئی لغات کا اضافہ کرتا ہوں کیونکہ مسلمانوں نے تو بوجہ عقیدہ کے ایک غلط معنی کو قبول کر لیا مگر عیسائی کا عقیدہ تو یہ نہ تھا اس نے کس بنا پر قبول کر لیا۔

(۵) ایڈورڈ ولیم لین (Edward William Lane) عربی انگریزی ڈکشنری جو آٹھ جلدوں میں ہے ''خاتَم النبیین'' The last of the Prophets یعنی خاتَم النبیین اور خاتم النبیین دونوں کے معنی آخری نبی ہیں۔

میاں صاحب لکھتے ہیں ''خاتَم النبیین'' کے معنی اہل لغت نے اگر لکھے ہیں تو محض اپنا خیال لکھ دیا ہے کیونکہ یہ لفظ تو پہلے موجود نہ تھا اس کے معنی محاورہ عربی میں کیونکر کچھ ہو سکتے تھے۔ میاں صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہو ''اب خاتم النبیین کے الفاظ کی نسبت آپ غور کریں کہ یہ اصطلاح ہیں یا محاورہ ہیں۔ اگر ان کو آپ محاورہ قرار دیں گے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام کفار عرب ''خاتم النبیین'' کے الفاظ استعمال کیا کرتے تھے اور ان کا یہ محاورہ تھا کہ جب نبی کے لفظ کیساتھ خاتَم کا لفظ مل جائے تو وہ ضرور اس کے معنی آخری ہی کے کیا کرتے تھے اور یہ بالبداہت باطل ہے اور اگر قرآن کریم کے بعد مسلمانوں میں یہ محاورہ بھی ہو جائے تو قرآن کریم کے معنوں پر اس کا اثر نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی کلام کے معنی کرنے میں یہ احتیاط ضروری ہوتی ہے کہ اس محاورہ کے مطابق اس کے معنی کئے جائیں جو اس سے پہلے کا ہو۔''

خاتم القوم کا محاورہ

میاں صاحب کی رائے ہر علم پر سند ہوتی ہے اصول لغت پر بھی ان کی رائے بطور سند لینی چاہیئے۔ مگر انہوں نے غور نہیں کیا کہ میں نے وہ محاورہ بھی لغت سے نقل کر دیا تھا جس کے مطابق خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے گئے ہیں پھر توجہ دلاتا ہوں مگر امید نہیں کہ میاں صاحب اب بھی پرواہ کریں۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہی کہیں گے۔ چاہے ہزار دلائل ان کے سامنے پیش کی جائیں۔

(۱) لسان العرب، ختام القوم و خاتِمھم و خاتَمھم آخرھم یعنی خِتام القوم اور خاتِم القوم اور خاتَم القوم ان سب کے معنی ان میں سے آخری ہوتے ہیں۔

(۲) تاج العروس والخاتَم آخر القوم کالخاتِم یعنی کسی قوم کے آخری آدمی کو اس کا خاتَم یا جیسا کہ خاتِم کہا جاتا ہے۔

پس ان دونوں سب سے بڑی مستند کتابوں کی شہادت سے ظاہر ہے کہ اہل عرب میں خاتَم القوم کا محاورہ موجود تھا اور اس کے معنی اس قوم کا آخری شخص تھے یعنی جو معنی خاتِم القوم کے تھے۔ غالباً میاں صاحب یہ جرأت نہ کریں گے کہ کہدیں کہ لغت نویسوں نے اپنے عقیدہ کی تائید کے لئے یہ محاورہ خود ہی گھڑ لیا ہے۔

اب لغت میں ''خاتَم النبیین'' کے معنی آخری نبی بھی میں دکھا چکا ہوں اور اسی رنگ کا محاورہ بھی دکھا چکا ہوں یعنی یہ کہ خاتَم القوم کے معنی اس قوم کا آخری آدمی۔ یہی عرب کرتے تھے اور کرتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو ''خاتَم القوم'' کے اور معنی ہو بھی کیا سکتے ہیں۔ یہ مطلب تو ہوسکتا ہی نہیں کہ ساری قوم نے کہیں ایک مہر بنوا کر رکھ چھوڑی ہو۔ پس یہ محاورہ خاتم النبیین کے معنی پر قطعی شہادت ہے یعنی اگر خاتم کے معنی مہر بھی ہو اور آخری بھی تو بھی ''خاتَم القوم'' کے معنی صرف آخری ہی ہوں گے نہ مہر اور یوں اس محاورہ میں آکر لفظ کے صرف یہی ایک معنی رہ جائیں گے اور اسی طرح پر خاتَم النبیین کے معنی صرف آخری نبی کے ہی رہ جائیں گے اس کے بعد اب صرف ایک اور بات باقی رہ جاتی ہے کہ آیا اکیلے خاتَم کے معنی آخری لغت میں آتے ہیں یا نہیں۔

میاں صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر آپ تعصب کو چھوڑ کر خاتَم کے معنی لغت میں الگ دیکھیں اور نبیین کے معنی الگ دیکھیں تب آپ کو معلوم ہوگا کہ کوئی لغت کی کتاب ایسی نہیں جس میں خاتَم کے معنی مہر کے

نہیں لکھے''

لغت میں خاتَم کے معنے آخری

میاں صاحب کوشاید اب یادنہیں رہا۔ان کا دعویٰ یہ نہ تھا کہ خاتَم کے معنی مہر بھی ہوتے ہیں۔اور نہ میں نے کبھی یہ کہا کہ خاتَم کے معنی مہر نہیں ہے۔دعویٰ تو ان کا یہ تھا کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی نہیں ہیں۔اس لئے جب الگ الگ الفاظ کے دیکھنے کی نصیحت فرمائی تھی تو یوں لکھتے ہیں کہ ''اگر آپ تعصب کو چھوڑ کر خاتَم کے معنی لغت میں الگ دیکھیں اور نبیین کے معنی الگ دیکھیں تب آپ کو معلوم ہوگا کہ ''کوئی لغت کی کتاب ایسی نہیں جس میں خاتَم کے معنی آخری لکھے ہوں۔''

ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ''خاتَم النبیین'' کے معنی آخری نبی نہیں اس کے لئے ان کی اپنی تجویز کے مطابق کسی لغت کی کتاب میں خاتَم کے معنی آخری نہیں ہونی چاہئے **لیکن میں اس کے بالمقابل دکھاتا ہوں کہ کوئی لغت کی بڑی کتاب ایسی نہیں جس میں خاتَم کے معنی آخری نہ لکھے ہوں۔**

پہلے میں مسلمانوں کی لکھی ہوئی لغاتوں کو ہی پیش کرتا ہوں گومیاں صاحب عیسائیوں کو ترجیح دیتے ہوں۔

اول۔تاج العروس والخاتَم من کل شئی عاقبته وآخرته کخاتمته والخاتَم آخرالقوم کالخاتِم **اور خاتَم** ۔ہر شے کا اس کا انجام اوراس کا آخری حصہ ہے جیسے اس کا خاتمہ اور خاتَم قوم میں سے آخری شخص ہے جیسے خاتِم اوراسی کتاب میں خاتَم خاتِم ،خاتام، خَیتام،خِیتام،خَتم،خاتیام کوہم معنی قرار دیا ہے۔

دوم:۔لسان العرب کے دوقول اوپر نقل ہو چکے ہیں۔اس کے علاوہ خِتام کے معنی آخری دے کر لکھا ہے۔الخاتِمُ والخِتام متقاربان فی المعنی الاان الخاتَم الاسم والخِتام المصدر **یعنی** خاتَم اور خاتِم اور ختام معنی میں قریب قریب ہیں اور فرق کوئی نہیں سوائے اس کے کہ خاتَم اسم ہے اور ختام مصدر ہے۔

سوم۔قاموس. خاتَم اور خاتِم اور خاتام وغیرہ کو ہم معنی قرار دے کر اوران کی تشریح کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے ومن کل شئی عاقبته وآخرته کخاتمته وآخرالقوم کالخاتِم۔**یعنی** ہر چیز کے انجام اور آخری حصہ کو کہا جاتا ہے جیسے اس کا خاتمہ اور قوم کے آخری شخص کو بھی کہا جاتا ہے جیسے

خاتِم۔

چہارم۔مختار الصحاح والخاتم بفتح التاء وكسرها والخيتام والخاتام كله بمعنى اورخاتَم اورخاتِم اورخیتام اورخاتام سب کے ایک ہی معنی ہیں۔

پنجم۔منتهى الارب خاتِم کے معنی میں لکھاہے آخر ہر چیزے وپایاں آن وآخرقوم وخاتم بالفتح مثلہ یعنی خاتم کے معنی ہیں ہر چیز کا آخراوراس کا انجام اورقوم کا آخری شخص اوریہی معنی خاتَم کے ہیں۔

ششم۔صحاح جوھری۔الخاتَمُ والخاتِم بكسرالتاء والخيتام والخاتام كله بمعنى خاتَم اورخاتم اورخیتام اورخاتام سب کے ایک ہی معنی ہیں۔

مسلمانوں پرتو عقیدہ کا اثر ہوامگرعیسائی نویسوں کو لیجئے وہ بھی یہی لکھتے ہیں۔

ہفتم:۔**اقرب الموارد**. الخاتِمُ والخاتَمُ والخاتام۔ آخر القوم وما يوضع على الطينة وعاقبة كل شئ یعنی خاتم اورخاتَم کے معنی انگشتری ہیں اورایک قوم کا آخری شخص اورمہراور ہر چیز کا انجام۔

ہشتم:۔سامن کی عربی انگریزی ڈکشنری خاتَم اورخاتم کے ایک ہی معنی ہیں۔

نہم:۔ لین کی عربی انگریزی ڈکشنری خاتَم کے معنی میں دیاہے The end or last part of a thing یعنی کسی چیز کا انجام یا آخری حصہ۔

اس قدر لغت کی شہادت ہوتے ہوئے میاں صاحب عدالت میں جا کر بیان دیتے ہیں کہ ''خاتَم النبیین'' کے معنی لغت میں آخری نبی نہیں اور پھر بجائے غلطی کو تسلیم کرنے کے مضمون لکھتے ہیں کہ محاورہ عرب میں خاتَم کے معنی آخری نہیں اوراس کی دلیل کیاہے تین تفاسیر کی عبارتیں۔ وہی تفاسیر جن کو اس قدر نا قابل اعتبار ٹھہرایا تھا کہ ان کی باتوں کو قبول کرنے کی وجہ سے اہل لغت بھی نا قابل اعتبار ہوگئے تھے۔کیا یہی طریق تقویٰ ہے۔ایک طرف لغت نویسوں کی شہادت کو اس بناپر رد کیاجاتاہے کہ وہ تفاسیر کو نقل کرتے ہیں دوسری طرف انہی لغت کی کتابوں کے خلاف وہی تفاسیر کی شہادت اپنی تائید میں پیش کی جاتی ہے۔

میاں صاحب کی پیش کردہ شہادت

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ شہادت بھی میاں صاحب کی تائید میں نہیں۔

کشاف نے بیشک لکھا ہے کہ خاتَم بمعنی طابع یعنی مہر ہے مگر اول اس نے دوسرے معنی سے انکار نہیں کیا۔ اگر اس کے ذکر نہ کرنے سے انکار بھی مانا جائے تو یہ ایک شخص کا علم ہے اسے وہ دوسرے معنی معلوم نہیں۔ اگر یہی طریق تحقیق ہے کہ ایک لغت میں ایک لفظ کے خاص معنی نہ دئے ہوں تو دوسری لغتوں میں وہ قابل قبول نہیں ہوتے۔ تو میاں صاحب کے وجود پر لغت عرب جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ میاں صاحب کے استدلالات دنیا سے نرالے ہوتے ہیں۔ اگر لغت عرب میں خاتَم آخری کے معنی میں استعمال ہوتا تو ضرور تھا کہ زمخشری اور ابوعبیدہ کو اس کا علم ہوتا چونکہ زمخشری کو اس کا علم نہیں اس لئے یہ معنی نہ تھے گویا لغت میں جس بات کا زمخشری کو علم نہ ہو اس کا وجود ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ وقعت زمخشری کو کس طرح حاصل ہوئی۔ حالانکہ اس کی لغت اساس کا آج تک ایک حوالہ بھی میاں صاحب نے نہیں دیا۔ تاج العروس اور لسان العرب کیوں رد کردی گئیں۔ اس لئے کہ ان میں خاتَم کے معنی آخری لکھے ہیں

تمام تفاسیر میں خاَتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں

پھر دیکھو مدارک التنزیل جہاں خاتَم بمعنی طابع دے کر صاف لکھا ہے آخرھم لانبیاً احد بعدہ یعنی آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو کشاف کی یہ مراد نہیں کہ طابع معنی لیکر آخری نبی کے سوا کچھ اور معنی بنتے ہیں بلکہ خاتم النبیین کے معنی تو کشاف بھی صاف الفاظ میں آخر الانبیاء ہی کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے ساتھ ہی لکھا ہے فان قلت کیف کان آخر الانبیاء۔ محمد ابن حیان کے قول پر میاں صاحب نے اور بھی کم توجہ کی ہے۔ وہ بھی کشاف کی طرح خاتم بفتح تا کی قرات کو قبول کرتے ہیں اور صاف لکھا ہے انھم بہ ختموا نبی آپ کے ساتھ ختم ہو گئے فھو کالخاتم والطابع لھم آپؐ ان کے لئے بطور مہر کے ہیں۔ کیونکہ کسی چیز پر مہر کا لگ جانا ایک ہی معنی رکھتا ہے کہ اب اس میں اور کچھ داخل نہیں ہوسکتا جو معنی آپ کے قصر نبوت کی آخری اینٹ ہونے کے ہیں وہی معنی مہر ہونے کے ہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں ومن ذھب الی ان النبوۃ مکتسبۃ لاینقطع ...... فھو زندیق یجب قتلہ اور جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبوت اکتسابی ہے جو منقطع

نہیں ہوئی تو وہ زندیق ہے جس کا قتل واجب ہے۔

پس خاتم النبیین کے معنی وہ بھی آخری نبی کرتے ہیں نہ کچھ اور۔ اور یہ میاں صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خاتم کے معنی مہر لے کر کچھ اور معنی خاتم النبیین کے بن جاتے ہیں۔ ہاں ابوعبیدہ خاتَم کی قرأت کو قبول نہ کرنے میں ان تینوں میں منفرد ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کہ خاتَم کی قرأت سے معنی کچھ اور بنتے ہیں۔ بلکہ صرف خاتم قرأت کو ترجیح دی ہے اس سے بھی میاں صاحب کو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا اور وہیں فتح البیان میں حسن کا قول منقول ہے۔ الخاتَم ھو الذی ختم به فالمعنی ختم اللّٰه به النبوة فلاشئی بعده — خاتَم وہ ہے جس کے ساتھ ختم کر دیا جائے۔ پس معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا سو آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور ابن جریر نے جس کا پایہ حل لغت میں سب سے بڑھ کر ہے۔ لکھا ہے کہ خاتَم النبیین (بفتح تا) کے معنی ہیں کہ انه آخر النبیین یعنی آپ آخری نبی ہیں۔ اسی طرح بیضاوی میں خاتَم کے معنی ہے آخرھم الذی ختمھم او خلتمو اعلی قراۃ عاصم بالفتح یعنی آخری نبی جس نے نبیوں کو ختم کیا۔ یا تا کے فتح کیساتھ یہ معنی ہیں کہ جس کے ساتھ نبی ختم کئے گئے۔ پس خاتَم کے معنی آخری لیں۔ یا اس کے معنی مہر لیں دونوں صورتوں میں ''خاتَم النبیین'' کے معنی پر اہل لغت کا اتفاق ہے کہ اس کے معنی آخری نبی ہیں اور میاں صاحب کے بیان میں خاتم النبین کے لفظ میں نہ صرف خاتَم کے۔

میاں صاحب بتائیں کہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کس طرح بن گئے۔

اب اس قدر لغت اور تفاسیر کی شہادت ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہونے پر ہوتے ہوئے کس قدر جرأت ہے کہ ایک شخص یہ کہہ دے کہ لغت میں یہ معنی ''خاتم النبیین'' کے نہیں ہیں۔ اور یہ سب لوگ پہلے عقیدتاً ایک بات کو ماننے لگے بعد میں معنی بنا لئے تو یہ بھی بتانا چاہئے کہ یہ معنی کب بنائے گئے اور مشرق و مغرب میں یہ عقیدہ کس طرح پھیل گیا۔ پہلے پہل جس شخص نے ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی کئے اس نے کس بنا پر کئے کیونکہ میاں صاحب کہتے ہیں یہ محاورہ عرب میں تھا ہی نہیں۔ تو پہلے کوئی شخص میاں صاحب کی طرح ذہین پیدا ہوا ہوگا جس نے خاتَم کے معنی آخری ایجاد کر لئے اور پھر تمام عالم، مشرق و مغرب

میں جو معنی مشہور تھے کہ اس سے مراد آئندہ نبی بنانے والا ہے وہ اس کی اس ایجاد کے سامنے دنیا کی تمام لغاتوں اور تمام محاورات سے ایسے اُڑے کہ آج ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جس طرح میاں صاحب نے مذہب کو بازیچۂ اطفال بنایا ہے اس کی نظیر تلاش کرنی بھی مشکل ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ کیا انسان کے دماغ سے بھی ایسی باتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کبھی ہوئے ہی نہ تھے۔ نہ محاورہ عرب کے مطابق ہو سکتے تھے مگر کوئی میاں صاحب کا پیشرو ایسا زبردست پیر ثابت ہوا کہ سب لوگ آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے چلنے لگے اور جو اصل معنی خاتم النبیین کے محاورہ عرب کے مطابق بالکل صاف اور واضح تھے جن میں کسی تاویل کی بھی حاجت نہ تھی یعنی ''نبیوں کا بنانے والا'' وہ تمام دلوں اور تمام کتابوں سے ایسے محو کر دئے کہ اگر میاں صاحب نے ان کو آج زندہ نہ کیا ہوتا تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آتے۔

اے بندگان خدا اگر واقعی تمہارے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور میں جانتا ہوں کہ ہے تو کیوں ایک لمحہ کے لئے اس پیر پرستی سے الگ ہو کر غور نہیں کرتے کہ وہ معنی جو جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیشہ سے لغت میں چلے آئے ہیں اور کسی تاویل کے بغیر چلے آئے ہیں۔ وہ کس لغت میں ہیں۔ کیا زمخشری نے لکھے ہیں جو اب میاں صاحب کے نزدیک سب سے بڑے ماہر لغت ہیں یا ابوعبیدہ نے یہ معنی کئے ہیں یا تفسیر ابی حیان میں کہیں ان کا ذکر ہے میاں صاحب کی لغت پر یہی شہادتیں تھیں مگر ان میں سے تو کسی نے یہ معنی نہیں کئے۔ آخر ان کا کوئی تو حوالہ ہو۔

نبیوں کی مہر کا مفہوم

''نبیوں کی مہر'' تو بلا شبہ ہم نے معنی کر لئے مگر نبیوں کی مہر سے جو آج تک علمائے اسلام اور علمائے لغت نے سمجھا وہ تو آخری نبی ہی سمجھا۔ نبیوں کی مہر کے یہ معنی کہ ''اس کی اتباع سے نبی بنا کریں گے'' کس لغت میں لکھے ہوئے ہیں۔ میاں صاحب تو اپنے بیان میں کہتے ہیں ہم تاویل نہیں کرتے مگر یہاں تو تمام دنیا کے تاویل کرنے والوں کے کان کاٹ دئے۔ اگر یہ تاویل نہیں اگر یہ صراحت ہے تو مسلمان بھی عجیب قوم تھی کہ تیرہ سو سال میں اتنے لغت نویسوں میں سے یہ صراحت کسی کو نظر نہ آئی اور اگر آئی تھی تو اس شخص کا پتہ دیا جائے جس نے پہلے بھی ان الفاظ کا یہ مفہوم سمجھا ہو اور اگر پیش نہیں کر سکتے تو اتنا جھوٹ بولنے کا کیا فائدہ کہ جو معنی ہم

کرتے ہیں وہ لغت میں موجود ہیں۔اور بغیر کسی تاویل کے موجود ہیں اگر ''خاتم النبیین'' کے یہ معنی نہیں دکھا سکتے تو اس قسم کا محاورہ اہل عرب میں ہی دکھادو کہ خاتم القوم کے معنی ہوتے ہیں وہ جس کی اتباع سے قوم بن جاتی ہے۔آپ کا دعویٰ لغت میں یہ معنی دکھانے کا ہے سو اگر آپ ایک بھی لغت کی کتاب میں یا کہیں اور محاورہ عرب میں دکھادیں تو میں ان سارے حوالوں کو جو نو لغاتوں اور تفاسیر سے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے پر پیش کئے ہیں واپس لے لوں گا۔

حدیث میں خاتَم النبیین کے معنی

لغت کے بعد میں حدیث کی شہادت پیش کرتا ہوں اور میاں صاحب سے بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے معنی پر حدیث نبوی کی سند پیش کریں۔فی الحقیقت تو حدیث لغت پر مقدم ہے اس لئے کہ جو الفاظ قرآن نے استعمال کئے ہیں ان اصطلاحات کی اصل شرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کر سکتے ہیں لیکن میں نے لغت کو پہلے اس لئے لیا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے میاں صاحب کے عدالت کے بیان کی بنا پر لکھا گیا ہے۔اور اس بیان میں انکار اسی بات سے کیا گیا ہے کہ لغت میں ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہیں لیکن چونکہ میں نے میاں صاحب سے لغت سے اتر کر حدیث کا حوالہ طلب کیا تھا اور میاں صاحب نے ایک حدیث پیش بھی کی ہے اس لئے اب میں احادیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتا ہوں وضاحت کے لئے پھر یاد دلا دیتا ہوں کہ میاں صاحب کے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔میرے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی ہیں آخری نبی۔اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے معنی بتائے ہوں تو ہر ایک مسلمان کی گردن فوراً ان کے سامنے جھک جانی چاہئے۔

سب سے پہلے میں ان معنوں پر احادیث کو پیش کرتا ہوں جن پر اجماع امت چلا آیا ہے۔جس اجماع سے نکلنے والے یا تو وہ کذاب ہوں گے جنہوں نے کسی زمانہ میں پیدا ہو کر دعویٰ نبوت کیا ہو اور یا میاں صاحب ہیں۔میں یہ بھی شروع میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ تمام احادیث کو میں نقل نہیں کرتا۔اس لئے کہ ان سب احادیث کو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب (مروہوی) اپنے رسالہ ''خاتم النبیین''، میں جمع کر کے شائع کر چکے ہیں جس کے جواب میں میاں صاحب اب تک خاموش ہیں۔اس رسالہ میں مولانا موصوف نے چالیس حدیثیں جمع کی ہیں جن کی تعداد مختلف وطرق کے لحاظ سے ۸۹ تک پہنچتی ہے تو ان تمام کو دہرانا اب لا حاصل ہے جو شخص ان کل حدیثوں کو

دیکھنا چاہتا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں وہ رسالہ ''خاتم النبیین'' کو پڑھے۔ابن کثیر جنھوں نے احادیث کی بنا پر ہی تفسیر لکھی ہے اس آیت خاتم النبیین پر لکھتے ہیں فھٰذہ الایة نص فی انہ لانبی بعدہٗ...... و بذلك وردت الاحادیث المتواترة من رسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم من حدیث جماعة من الصحابة رضی الله عنه یعنی یہ آیت (خاتم النبیین) نص صریح ہے اس بات پر کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔اور اس پر متواتر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آئی ہیں بلکہ جن کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔اب میں ان میں سے چند احادیث کو بیان کرتا ہوں۔

(۱) مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون هلا وضعت هذااللبنة فقال انا اللبنةوانا خاتم النبیین ۔میری مثال اور نبیوں کی مثال اس شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایایا۔سوا سے بہت اچھا بنایا اور خوبصورت بنایا مگر کونے کی ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی۔پس لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اس پر تعجب کرنے لگے کہ اینٹ کیوں نہ لگائی پس فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم اور امام احمد اور نسائی اور اوروں نے بھی بیان کی ہے۔تھوڑے تھوڑے اختلاف الفاظ سے سب کا ماحصل ایک ہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قصر نبوت میں صرف ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی اور وہ اینٹ میں ہوں اور کسی میں اس کے ساتھ ہے اناخاتم النبیین اور کسی میں ہے وختم بی النبیون یعنی نبی میرے ساتھ ختم کردئے گئے۔

(۲)انہ سیکون فی امتی ثلثون کذابون کلهم یزعم انه نبی اللّٰہ وانا خاتم النبیین لانبی بعدی ۔میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔

(۳) ان الرسالة والنبوة قدانقطعت فلارسول بعدی ولا نبی قال فشق ذلك علی الناس فقال ولکن المبشرات ۔رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے سو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی تو آپ کا یہ فرمانا لوگوں پر دشوار گذرا تو فرمایا لیکن مبشرات باقی ہیں۔یہ امام احمد اور ترمذی

کی روایت ہے۔

(۴) کانت بنواسرائیل تسوسهم الانبیاء کلماهلك نبی خلفه نبی وانه لانبی بعدی وسیکون خلفاء۔ بنی اسرائیل میں انبیاء سرداری کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہوجاتا تو اس کے بعد اور نبی آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور خلیفے ہوں گے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم اور احمد وابن ماجہ نے راویت کی ہے۔

(۵) لم یبق من النبوة الاالمبشرات ۔ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(٦) انا محمد وانااحمدواناالماحی الذی یمحواللّٰه تعالیٰ بی الکفر وانا الحاشرالذی یحشرالناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعده نبی ۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹادے گا اور میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ حدیث بھی صحیحین کی ہے۔

(۷) فضلت علی الانبیاء بست ۔ ۔ ۔ وختم بی النبیون۔ نبیوں پر مجھے چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ ۔ ۔ (جن میں سے آخری ہے) اور میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے۔ یہ حدیث مسلم، نسائی، ترمذی کی ہے۔

(۸) انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاانه لانبی بعدی ۔ یعنی حضرت علیؓ کو آپؐ نے فرمایا تو مجھ سے اسی مرتبہ پر ہے جیسے ہارون موسیٰؑ سے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۹) لوکان بعدی نبیالکان عمر۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔

خلاصہ احادیث

طوالت سے بچنے کے لئے میں باقی احادیث کو نقل نہیں کرتا ان نو حدیثوں میں جو اعلیٰ پایہ کی کتابوں سے ہیں۔ مختلف پہلوؤں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا بیان کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث میں نبوت کو ایک قصر سے تشبیہ دی ہے جس کی آخری اور کونے کی اینٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ''خاتم النبیین'' کے الفاظ بڑھا کر بتا دیا ہے کہ ''خاتم النبیین'' سے یہی مراد ہے کہ آپ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور دوسری حدیث میں اپنے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کذاب دجال قرار دیا ہے

اور وہاں بھی خاتم النبین کی تفسیر لا نبی بعدی سے کی ہے۔تیسری میں رسالت اور نبوت کے انقطاع کا ذکر ہے۔ چوتھی میں بتایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا میری امت میں نبی نہیں ہوں گے خلیفے ہوں گے۔ پانچویں میں بتایا کہ نبوت کا صرف ایک جزو باقی رہ گیا ہے یعنی مبشرات ۔چھٹی میں اپنے اسماء کے ذکر میں عاقب بتا کر اس کے معنی بھی یہی بتائے کہ عاقب وہ ہے جس کے بعد نبی نہ ہو۔ساتویں میں آخری نبی ہونا اپنی فضیلت کے وجوہ میں سے ایک وجہ بیان کی گئی ہے۔آٹھویں میں بتایا کہ حضرت علیؓ اور آپؐ ایک دوسرے کیلئے ایسے ہیں جیسے ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کیلئے لیکن ہارون نبی بھی تھے حضرت علیؓ نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ کے بعد نبوت نہیں۔نویں میں بتایا کہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوتے تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے۔

اب ان نو حدیثوں میں ختم نبوت کے مضمون کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ جب آپؐ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں تو دوسرے کیلئے جگہ ہی کوئی نہیں دوسرا اگر آپؐ کے بعد دعویٰ کرے تو وہ دجّال کذّاب ہوگا۔ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی آپ کے جانشین نبی نہ ہوں گے وہ محض خلیفے کہلائیں گے نبوت کا صرف ایک جزو باقی ہے جو امت کو مل سکتا ہے یعنی مبشرات۔ حضرت علیؓ تو ہارونؑ کے مقام کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن ان کے نبی ہونے میں لانبی بعدی مانع ہے حضرت عمرؓ میں کمالات نبوت تو موجود ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی نبی آپ کے بعد ہوسکتا تو حضرت عمرؓ ہوتے مگر وہ بھی نبی نہیں۔ یہ نو حدیثیں گویا ایک دوسرے کے مضمون کی علیحدہ علیحدہ الفاظ میں تائید کرتی ہیں۔

اتنے مختلف پیرایوں میں اپنا آخری نبی ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ کوئی شخص آنحضرت کا پیرو کہلا کر اس سے انکار نہیں کرسکتا تو یہ سب احادیث ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہونے پر صراحت اور وضاحت کے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔اب دیکھئے ہمارے میاں صاحب جو ختم نبوت کے بعد از سر نو دنیا میں نبوت کا اِجرا کرنے آئے ہیں۔ اس صراحت کو کس طرح خُرد برد کرتے ہیں۔

میاں صاحب نے چالیس حدیثوں کے مُقابل صرف ایک حدیث پیش کی

میاں صاحب نے اپنی تائید میں صرف ایک حدیث پیش کی ہے اور اس کا عنوان یوں قائم کیا ہے۔

'اس اجماع کے خلاف رسول کریم کی آواز'

کیا تعجب نہیں کہ چالیس حدیثوں میں میاں صاحب کے کان کے پردہ پر رسول کریم کی کوئی آواز نہ پڑی اور اعلیٰ پایہ کی حدیثوں کی طرف ایک لمحہ کیلئے بھی توجہ نہ کی اور ایک حدیث کی آواز انہوں نے سن لی یہ رسول کریم کی آواز نہیں یہ اپنے نفس کی آرزو ہے۔ میاں صاحب اُن تنکا دیکھنے والوں میں سے ہیں جن کو شہتیر نظر نہیں آیا کرتا جو ہاتھی کو نگل جاتے مکھی پر گھبراتے ہیں۔ بھلا اگر رسول کریم کی آواز کی میاں صاحب کو کوئی پرواتھی تو اس قدر کھلی آوازوں کی کیا پروا کی جن میں بار بار یہ کہا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صورت میں نبی نہیں ہوسکتا۔

یہ بعینہ اس شخص کی مثال ہے جس نے کہا تھا کہ قرآن شریف کے اوامر میں سے مجھے کلوا و اشربوا یاد ہے اور نہیوں میں سے لا تقربوا الصلوٰۃ اگر چالیس حدیثوں کی کھلی شہادت کو ایک حدیث رد کرسکتی ہے جس پر بلحاظ مضمون اور بلحاظ رواۃ دونوں طرح جرح ہوئی ہے تو شاید ہمارے میاں صاحب کل کو قرآن شریف کو بھی غیر محفوظ مانیں گے وہاں تو انہیں صحیح مسلم کی حدیث مل جائے گی کہ فلاں سورت دوسو آیتوں کی ہم لوگ پڑھا کرتے تھے۔ اب اس میں سے صرف فلاں ایک آیت یادرہ گئی ہے اور وفات مسیح کا عقیدہ بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ ایک آدھ حدیث تو وہاں بھی مل جائے گی۔ میں نہیں سمجھتا میاں صاحب کو یہ تنکوں کا سہارا کب تک بچائے گا۔

میاں صاحب کو چھ سو صفحہ کی حقیقت الوحی میں سے صفحہ ۱۳۸ و صفحہ ۳۹۱ کے سوا اور کچھ معلوم نہیں اگر ہے تو وہیں اس اصول کو بھی دیکھ لیتے۔ اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ ان کے ایسے معنی ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض ممکن نہیں۔ اس لئے جو قلیل ہے بہر حال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے'' صفحہ ۱۷۰و۱۷۱ اور یہاں تو مریدوں کو خوش کرلیا کہ ہمارے پیر نے ایک حدیث بھی پیش کردی اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے کہ دین کے ساتھ یہ کھیل کیوں کیا ایک شخص کو چالیس حدیثوں میں جو اس کے سامنے پیش کی جاچکی ہیں اور سب کی سب صراحت اپنے اندر رکھتی ہیں۔ رسول کریم کی کوئی آواز نہیں آئی مگر اپنے مطلب کی ایک مجروح حدیث اور وہ بھی معنی بگاڑ کر رسول کریمؐ کی آواز اس اجماع کے خلاف بن گئی اور کوئی ایسی حرکت کا ارتکاب

کرے تو میاں صاحب اس پر کیا فتویٰ دیں گے۔ اپنے آپ کو بھی اسی ترازو سے تولیں۔

حدیث لوعاش ابراھیم

اب میں میاں صاحب کی اس شہادت کو لیتا ہوں یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے، لوعاش ابراھیم لکان صدیقانبیا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اس سے میاں صاحب کے خاتم النبیین کے معنی حل ہو گئے۔ کیا اس حدیث نے بتا دیا کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے لوگ نبی بن جایا کریں گے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کے پیش کرنے سے کیا حاصل۔ انہیں تو اجماع کے خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ آواز پیش کرنی چاہئے جو ان کے معنی کو صحیح ثابت کرے۔ دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ یہ روایت کوئی ایسی اعلیٰ پایہ کی نہیں اول تو صرف ابن ماجہ کی روایت ہے اور کسی کتاب میں نہیں۔ دوسرے اس کے راویوں میں ابوشیبہ، ابراھیم ہے جسے متروک الحدیث قرار دیا گیا ہے۔ ایسی کمزور حدیث کو اس قدر اعلیٰ پایہ کی احادیث کی تردید میں پیش کرنا سخت جرأت ہے تیسری بات قابل غور یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد کیا ہے۔ اتنا تو میاں صاحب کو مسلم ہے کہ یہ فرضی طور پر ہے مگر میاں صاحب ایک قانون اپنے دماغ سے بنا کر سب سے پہلے اسے منوانا چاہتے ہیں۔

''جو بات اپنی ذات میں ناممکن ہو اس کو شرطیہ طور پر بھی نہیں کہہ سکتے۔''

سب سے مشکل میاں صاحب کی تحریر کے جواب میں یہی ہوتی ہے کہ وہ بغیر کسی بات کی پرواہ کئے قانون بناتے چلے جاتے ہیں۔ مریدوں کو کیا جرأت کہ دریافت کریں کہ یہ قانون کہاں لکھا ہوا ہے بفرض محال یا بالفرض تو بیسیوں دفعہ میاں صاحب اور ان کے مریدین نے استعمال کیا ہو گا مگر جب میاں صاحب نے کہہ دیا کہ جو بات نہ ہوئی ہوا سے شرطیہ طور پر بھی نہیں کہہ سکتے تو مریدین بھی دم بخود ہیں۔ مرید کی کیا مجال کہ سوال کرے۔ قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم قران شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کہہ دے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں تو کیا میاں صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا بھی ممکن تھا۔ لئن اشرکت لیحبطن عملك اگر تو شرک کرے تو تیرا عمل حبط ہو جائے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کا شرک کرنا بھی ممکن تھا۔ان کان للرحمن ولد اگر رحمٰن کا بیٹا ہو۔تو کیا خدا ہونا بھی ممکن ہے اور سب سے بڑھ کر لو کان فیھما الھة الا اللّٰہ لفسدتا ۔اگر (زمین وآسمان) دونوں میں اللہ کے سوا معبود ہوتے تو ان کا نظام بگڑ جاتا تو کیا دو خدا ہونے بھی ممکن ہیں۔اس حدیث کے الفاظ بالکل اس آیت کے مطابق ہیں جس طرح آیت میں یہ بتایا کہ جس طرح فساد کا ہونا ناممکن ہے دو خداؤں کا ہونا بھی ناممکن ہے۔اسی طرح حدیث میں بتایا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا ہونا ناممکن ہے اسی طرح حضرت ابراہیم کا زندہ رہنا ناممکن تھا۔

میاں صاحب اتنا ہی غور کر لیتے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت فرمایا جب ابراہیم فوت ہو چکے تھے اگر ابراہیم کی زندگی میں ایسے لفظ فرماتے تو کہا جا سکتا تھا کہ "لَو" بمعنی اِنْ یعنی محض شرطیہ ہے لیکن جب حدیث صاف بتاتی ہے کہ ابراہیم کی وفات کے بعد آپ نے یہ فرمایا تو اس سے خود ظاہر ہے کہ اس وقت فرمایا جب یہ ثابت ہو چکا کہ ابراہیم کا زندہ رہنا ناممکن تھا تو پس جب وہی ناممکن ہے تو لکان نبیا خود ناممکن ہوا اور میاں صاحب نے محض اس حدیث سے اپنا مطلب نکالنے کے لئے لَو شرط کے لئے قرار دیا ہے۔حالانکہ لَو امتناع کیلئے بھی آتا ہے تو کیا معنی وہ لیں گے جس سے یہ حدیث بھی دوسری حدیثوں کے مطابق ہو جائے یا وہ جس سے اعلیٰ پایہ کی حدیثیں ردی کی ٹوکری میں پھینکنی پڑیں۔چہارم ابن ماجہ نے اس روایت سے پیشتر عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا اثر بیان کیا ہے قال مات وھو صغیر و لو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم نبی لعاش ابنہ ولکن لانبی بعدہ (ابراہیم نے) وفات پائی اور وہ چھوٹا تھا اور اگر یہ مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جس سے معلوم ہوا کہ ابوشیبہ والی روایت میں الفاظ ٹھیک محفوظ نہیں رہے اور اس دوسری روایت کو بخاری نے بھی لیا ہے۔جس سے معلوم ہوا کہ صحیح یہی ہے۔

میاں صاحب کا دیدہ دانستہ اخفائے حق

میاں صاحب خوب جانتے ہیں کہ احادیث قصص ایسی محفوظ نہیں جیسی وہ احادیث جن کا تعلق عقائد واعمال سے ہے تو ایک متروک راوی کی حدیث کو لیکر اس پر اس قدر زور دینا اور پھر اس کے معنی بھی بجائے دوسری احادیث کے مطابق کرنے کے ان کے خلاف نکالنا اجتہاد نہیں کہلا

سکتا۔ یہ غرض پرستی ہے غلطی تو بلا شبہ ہر شخص سے ہوسکتی ہے اور اس کا استدلال بھی غلط ہوسکتا ہے مگر یہاں عمداً چالیس احادیث کی شہادت کو چھپا کر سب اعلیٰ پایہ کی احادیث کو ایک متروک الحدیث راوی کی حدیث سے رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو اجتہادی دیانت داری کے سراسر خلاف ہے، نووی جیسے امام نے اس حدیث کو جسارت کہا ہے اور ابن عبدالبر نے اس کا انکار کیا ہے اور اس کا راوی متروک الحدیث ہے تو اول حدیث ایسی مجروح اور پھر اس کے معنی صاف کرنے کے لئے دوسری روایات موجود ہیں۔ جن میں صراحت ہے کہ اگر یہ مقدر ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا جس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہوسکتا۔ یہاں نہ صرف ان کے خلاف بلکہ دوسری احادیث صحیحہ کے خلاف جو تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں میاں صاحب نے اس کے معنی کر کے اپنی مطلب براری کیلئے اخفائے حق سے کام لیا ہے۔

میں نے کہا ہے کہ حدیث مجروح ہے اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو معنی صاف ہیں یعنی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا مقدر تھا، نہ ابراہیم کا زندہ رہنا۔ اس معنی کی تائید میں بخاری اور خود ابن ماجہ کا اثر پیش کیا ہے۔ اس کے صحیح ہونے پر قرآن شریف کی آیت لو کان فیھما الٰھۃ الا اللّٰہ لفسدتا پیش کی ہے اور بتایا ہے کہ لَوْ امتناعی ہے۔ پھر اس ایک اکیلی حدیث کے معنی چالیس حدیثوں کے خلاف نہیں کئے جاسکتے بلکہ اس معنی کے جو میاں صاحب کرتے ہیں بالکل خلاف دوسری حدیث پڑی ہوئی ہے لو کان بعدی نبیالکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے۔ تو عمرؓ ہوتے تو یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے اور دوسری طرف یہ فرمائیں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا اگر ابراہیم زندہ رہ کر نبی ہوسکتا تھا تو حضرت عمرؓ باوجود زندہ رہنے کے نبی کیوں نہ ہوئے اور اگر یہ کہا جائے کہ نبوت بھی گدی کی طرح خاندانی ورثہ ہوتی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے متعلق یہ الفاظ کیوں فرمائے۔ پس اگر حضرت ابراہیم کا زندہ رہنا اور نبی ہونا ممکن تھا تو حضرت عمرؓ جو زندہ رہے تو ضرور تھا کہ نبی ہوتے اور اس حدیث لو کان بعدی نبیالکان عمر کو میاں صاحب نے صحیح تسلیم کر کے حسب ذیل جواب بھی دیا تھا۔ جواب شاید یاد نہ رہا ہو۔ (ملاحظہ ہو)

''اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوراً ہی آپ کی جماعت کو سنبھالنے کیلئے کسی نبی کی ضرورت ہوتی جس طرح حضرت موسیٰ کے بعد تھی تو حضرت عمرؓ ہی آپ کے بعد نبوت کے مقام پر ترقی پاتے لیکن چونکہ آپ ایک ایسی جماعت تیار کر کے رخصت ہونے والے تھے جو اپنی نیکی اور تقویٰ میں حضرت موسیٰ کی جماعت سے کئی درجہ زیادہ تھی اور مکمل تھی اس لئے آپؐ کے بعد فوراً کسی نبی کی بعثت کی ضرورت نہ تھی۔''

اگر ابراہیم زندہ رہتے تو ایک نبی بنتے

تو اب سوال یہ ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو وہ فوراً بعد نبی ہوتے جس کی بقول میاں صاحب ضرورت نہ تھی یا مسیح موعود کے بعد نبی بنتے کیونکہ تیرہ سو سال تک کسی نبی کی ضرورت پیش نہ آنی تھی اس کا جواب غالباً یہی دیا جائیگا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً بعد نبی کی ضرورت نہ تھی اس لئے ابراہیم فوت ہو گئے تو پھر یہ ماننے میں کیا مصیبت پیش آتی ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق نبی کی ضرورت نہ تھی اس لئے فوت ہو گئے اور اگر اس حدیث سے امکان نبوت ہی نکلتا ہے تو وہ فوراً بعد ہونے کا امکان ہے مگر فوراً بعد کوئی نبی نہ ہوا۔ اب یہ فیصلہ میاں صاحب خود کریں گے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً بعد نبی کی ضرورت ہی نہ تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا۔

یہ تو حدیث کی شہادت ہے میاں صاحب صرف اس ایک مجروح حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سارے اقوال کو جن کی صحت سے وہ بھی انکار نہیں کر سکتے رد کرنا چاہتے ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے یا خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے کے خلاف میاں صاحب کے ہاتھ میں ایک تنکے کے وزن کے برابر بھی شہادت نہیں۔ مگر اس تنکے سے وہ اس پہاڑ کو اڑانا چاہتے ہیں جس پر اجماع امت کی بنیاد ہے اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس حدیث میں بھی وہ معنی خاتم النبیین کے نہیں کئے گئے جو میاں صاحب کرتے ہیں تو اگر ایک مجروح حدیث میاں صاحب نے بہت سی صحیح احادیث کے خلاف پیش بھی کر دی تو کیا اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ میاں صاحب حق بجانب ہیں۔ وہ تو اس وقت حق بجانب ہوں گے جب چالیس نہ سہی چار چار نہ سہی ایک ہی حدیث اور حدیث نہ سہی ایک ہی قول

کسی صحابی کا پیش کریں کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ لوگ نبی بن جایا کریں گے مگر وہ یادرکھیں کہ وہ قیامت تک بھی کتابوں کی ورق گردانی کریں تو بھی ایک کمزور سے کمزور بلکہ موضوع حدیث تک بھی اپنے معنی کی تائید میں پیش نہیں کر سکتے اور جب تک وہ پہلے ایسی حدیث پیش نہیں کرتے اس وقت تک ان کا اعلیٰ پایہ کی ایک دوسرے کی مؤید حدیثوں کی بُعد از قیاس تاویلیں کرنا یاان کی طرف توجہ تک نہ کرنا دین میں رخنہ اندازی ہے پہلے اپنے ساری نظارتوں کواس تلاش میں لگائیں کہ ایک حدیث کہیں سے ''خاتم النبیین'' کے ان معنوں کو بیان کرنے والی نکال لاؤ جوانہوں نے ایجاد کئے ہیں[1] اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کے مقابلہ پر آئیں ورنہ اپنے ایمان کی فکر کریں کہ اپنی رائے کے اتباع میں وہ رسول خدا کے الفاظ کو کس طرح عمداً پیٹھ کے پیچھے پھینک رہے ہیں۔

میاں صاحب کے پیش کردہ اقوال

اس کے بعد میاں صاحب نے چند اقوال پیش کئے ہیں۔ جنہیں وہ علمائے امت کی شہادت قرار دیتے ہیں یعنی ملا علی قاریؒ، محی الدین ابن عربیؒ، امام عبدالوہاب شعرانیؒ، مجدد الف ثانیؒ، مرزا مظہر جان جاناںؒ، مولوی محمد قاسم نانوتویؒ اوران کے علاوہ صحابہ میں سے حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو اپنے قول کی تائید میں پیش کیا ہے۔ اور بالآخر حضرت مسیح موعود کو یعنی وہ یہ قرار دیتے ہیں کہ یہ بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانتے تھے۔ افسوس پھر یہی ہے کہ میاں صاحب نے ان بزعم خود اپنے مؤیدین کی شہادت سے بھی یہ ثابت کرنے کی طرف توجہ نہ کی کہ ان کے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی وہ تھے جو میاں صاحب کی ایجاد ہیں یعنی وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔

اگر بالفرض خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے سے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے ان بزرگوں نے انکار کیا ہو (اور یہ ان سب پر جھوٹ ہے کہ انہوں نے انکار کیا) تو اس سے میاں صاحب کے معنی کی تائید نہیں ہو جاتی۔ وہ تو پھر بھی اسی طرح ثبوت کے محتاج رہیں گے۔ میاں صاحب اپنے معنی خاتم النبیین کی تائید میں اتنی بھی شہادت پیدا نہ کر سکے

---

[1] یہیں پر آگے چل دکھاؤں گا کہ حضرت مسیح موعود کی طرف ان معنوں کو منسوب کرنا آپ پر افتراء ہے۔

جتنی عیسائی توریت سے تثلیث اور کفارہ کی تائید میں نکال لیا کرتے ہیں۔ میاں صاحب اپنے آپ کو نہیں تو اپنے مریدین کو ضرور دھوکا دے رہے ہیں۔ سب یہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ خاتم النبیین کے انہی معنوں کے قائل تھے جن معنوں کے قائل میاں صاحب ہیں گویا وہ بھی مانتے تھے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ پہلے خدا براہ راست نبی بنایا کرتا تھا اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کریں گے یہ وہ خیال ہے جو آج تک کسی مسلمان کے دماغ میں نہیں سمایا اور تیرہ صدیوں میں ایک بھی شہادت میاں صاحب پیش نہیں کر سکتے جس نے یہ مانا ہو یہ میاں صاحب کی ایجاد صرف الاامانی کی مصداق ہے۔ میں میاں صاحب کی علمائے امت کی شہادت کو انہی کی ترتیب سے لیتا ہوں۔

ملا علی قاریؒ کی شہادت

سب سے پہلے ملا علی قاریؒ کی شہادت کو لیجئے۔ میاں صاحب نے موضوعات کبیر سے اس قدر تو نقل کر دیا ہے لو عاش ابراھیم و صار نبیا و کذا لو صار عمر نبیالکانامن اتباعه علیه السلام کعیسیٰ والخضر والیاس علیهم السلام فلا یناقض قوله تعالیٰ خاتم النبیین اذالمعنی انه لایاتی نبی بعده ینسخ ملته ولم یکن من امته ۔یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا اور نبی بن جاتا اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ آپ ﷺ کے اتباع سے ہوتے جیسے حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین سے متناقض نہیں کیونکہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا جو آپ کے مذہب کو منسوخ کر دے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو[1]۔

اب پہلا سوال یہ ہے کہ یہ قول ملا علی قاریؒ کا آیا خاتم النبیین سے مراد نبوت کو بند کرنا قرار دیتا ہے یا نبوت کو جاری کرنا۔ خاتم النبیین کے معنی تو ملا علی قاریؒ نے بھی یہی کئے ہیں لا یاتی نبی بعده ینسخ ملته یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو آپ کے مذہب کو منسوخ کر دے گا یا نبوت کو اس لفظ سے ختم مانا ہے۔ خواہ وہ ایک خاص معنی سے ہی سہی اور میاں صاحب کے نزدیک تو تمام اہل لغت کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ وہ ایک خاص معنی کی رو سے نبوت کو ختم مانتے تھے اور ''چونکہ لغت نویسوں کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (ایک خاص معنوں کی

۱۔ میں آگے چل کر دکھاؤں گا کہ ایسے نبی سے مراد خود حضرت مسیح موعود نے بھی محدَّث لیا ہے۔

روسے) کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے انہوں نے اس عقیدہ کے مطابق خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کردئے ہیں لیکن یہ معنی ہم پر حجت نہیں۔ ''

اب جو عقیدہ لغت نویسوں کا تھا وہی ملا علی قاریؒ کا ہے وہ بھی خاتم النبیین کے معنی ایک خاص معنی کی رو سے آخری نبی کرتے ہیں۔ نہ اپنی مہر سے نبی بنانے والا ملا علی قاریؒ بھی خاتم النبیین کے معنی یہی کرتے ہیں کہ آنحضرت کے بعد ایک خاص معنی کی رو سے کوئی نبی نہیں آئے گا اور وہ یہ نہیں کہتے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے اور باوجود اس کے لغت نویسوں کی شہادت نا قابل قبول اور ملا علی قاریؒ کی میاں صاحب کی مؤید!

معلوم نہیں اس بھول بھلیاں میں مریدین کو ڈال کر میاں صاحب کس فائدہ کی توقع رکھتے ہیں آخر ان کی تحریرات پر جو تاریخی فتویٰ ہوگا وہ مریدین کی مدح سرائی نہ ہوگی۔ مگر ملا علی قاریؒ کی بھی پوری شہادت میاں صاحب نے نقل نہیں کی اس فقرہ کے ساتھ ہی جو میاں صاحب نے نقل کیا ہے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:۔ ویقوی حدیث لو کان موسیٰ علیہ السلام حیا لما وسعہ الااتباعی ''اور اسے اس حدیث سے تقویت ملتی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری ہی اتباع کرنی پڑتی۔ میاں صاحب نے اس فقرہ کو کیوں نہ نقل کیا؟ کیا یہ ملا علی قاریؒ کی شہادت نہ تھی؟ صرف اس لئے کہ یہ ان کے مذہب کے خلاف تھا اگر لو عاش ابراھیم سے امکان نبوت غیر تشریعی نکلتا ہے حالانکہ اس پر کوئی قرینہ نہیں تو لو کان موسیٰ حیا سے امکان نبوت تشریعی نکلتا ہے کیونکہ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ۔

''جو بات اپنی ذات میں ناممکن ہو اس کو شرطیہ طور پر بھی نہیں کہہ سکتے''

تو جب شرطیہ طور پر یہ کہا کہ موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے متبع ہوتے تو ایک صاحب شریعت نبی کا آنحضرت کا متبع ہونا بھی ممکن ہوا۔ اِس طرح تو نبوت کا دروازہ کلیتہً کھلا رہا۔ صاحب شریعت نبی بھی آسکتے ہیں۔

لیکن اس سے بھی بڑھ کر جو مغالطہ میاں صاحب نے ملا علی قاریؒ کے قول کے نقل کرنے میں دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کے ایک قول کو نقل کر دیا ہے۔ دوسرے کو نہیں کیا۔ جہاں ملا علی قاریؒ نے یہ لکھا ہے۔ وہیں اوپر لکھا ہے لو عاش وبلغ اربعین وصار نبیالزم ان لایکون

نبیا خاتم النبیین ’’یعنی اگر (ابراہیم) زندہ رہتے اور چالیس سال کو پہنچتے اور نبی ہو جاتے تو لازم آتا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں۔اس سے بھی معلو ہوا کہ ملاعلی قاریؒ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی کرتے ہیں لیکن غور طلب یہ ہے کہ یہ دوقول ایک ہی جگہ موجود ہیں ایک کا جو لکھنے والے کے اصل منشا پر روشنی ڈالتا ہے۔ میاں صاحب ذکر تک نہیں کرتے اور ساری عبارت میں سے ایک ٹکڑا کاٹ کر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہے کہ ملاعلی قاریؒ اس بات کے قائل نہیں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ملاعلی قاری کا جو مذہب ہو وہ نہ مجھ پر حجت ہے نہ میاں صاحب پر لیکن جس طرح وہ لکھا ہوا ہے وہ ایک امانت ہے۔ جب ہم اسے لوگو کو بتانا چاہیں تو امانت کی ادائیگی یہ چاہتی ہے کہ اس کے پورے خیالات سے لوگوں کو آگاہ کر دیں نہ یہ کہ اپنے مطلب کی بات لے کر پیش کر دیں اور جو اپنے خلاف ہو اس کو چھپا لیا۔ یہ روپے سے زیادہ بیش قیمت چیزیں ہیں۔مسلمان کہلا کر،ایک جماعت کا پیر کہلا کر یہ مناسب نہیں کہ اس امانت میں خیانت کریں۔

محی الدین ابن عربی کی شہادت

دوسری شہادت محی الدین ابن عربیؒ کی میاں صاحب نے پیش کی ہے۔اور یہاں بھی وہ ادائیگی امانت کا طریق انہوں نے اختیار نہیں کیا۔جس کی اس پوزیشن کے آدمی سے پبلک توقع رکھتی ہے۔ بے شک شیخ اکبرؒ نے یہ لکھا ہے کہ جو نبوت منقطع ہوئی ہے وہ نبوت تشریعی ہے اور لا نبی بعدی کے معنی بھی اسی کے مطابق کئے ہیں۔لیکن ان کی مراد نبوت تشریعی سے کیا ہے اس کیلئے بھی ان کی اپنی تحریر پیش کرنی چاہیئے تھی۔حالانکہ شیخ اکبرؒ نے اس مسئلہ کو پورے بسط کے ساتھ لکھا ہے مگر میاں صاحب نے ان کی عبارت کو ایسے رنگ میں نقل کیا ہے کہ ان کا صحیح مسلک اس مسئلہ میں معلوم نہ ہو سکے شیخ اکبرؒ لکھتے ہیں اول مابدئ به رسول الله صلی الله علیه وسلم من الوحی الرؤیا فکان لایری رؤیاالاخرجت مثل فلق الصبح وهی التی ابقی اللّٰه علی المسلمین وهی من اجزاء النبوة فماارتفعت النبوة بالکلیة ولهذاقلناانماارتفعت نبوة التشریع فهذامعنی لانبی بعده“ یعنی وحی جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی تو وہ رؤیا تھی۔پس آپ کوئی رؤیا نہ

دیکھتے تھے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح سچی ہوتی تھی اور یہی ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے باقی رکھا ہے اور یہ اجزائے نبوت میں سے ہے۔اس لئے نبوت بکلی نہیں اٹھائی گئی۔

تشریعی نبوت سے مراد

اور اسی لئے ہم نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی[1] اٹھائی گئی اور یہی معنی لانبی بعدہ کے ہیں اب کس صفائی سے یہاں شیخ اکبرؒ نے اجماعی مذہب کو اپنا مذہب قرار دیا ہے جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ رؤیا ہے اور وہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو ہے اور پھر آگے لکھا ہے ’’اسم النبی زال بعدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا نام زائل ہو گیا یعنی کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا اور پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں ’’ومع ھذالایطلق اسم النبوۃ ولاالنبی الاعلی المشرع خاصۃ‘‘ یعنی نبوت اور نبی کے نام کا اطلاق سوائے مشرع یعنی تشریعی نبی کے نہیں ہوتا۔

پس اصطلاح شریعت میں وہ ایسے لوگوں کو اولیاء اللہ ہی کہتے ہیں اور نبی کا نام ان پر جائز نہیں سمجھتے ہیں اور اولیا اللہ کو وحی کا ہونا۔اس سے کس کو انکار ہے اور پھر شیخ اکبرؒ اس سے بھی زیادہ صفائی سے لکھتے ہیں ’’وھذا کلہ موجودفی رجال اللّٰہ من الاولیاء والذی اختص بہ النبی من ھذادون الولی الوحی بالتشریع ولایشرع الاالنبی ولایشرع الا الرسول ‘‘ یعنی یہ سب کچھ (وحی کا آنا) اللہ کے ان بندوں میں پایا جاتا ہے جو اولیاء میں سے ہیں اور وہ چیز جس سے نبی کو خاص کیا جاتا ہے اور ولی سے ممتاز کیا جاتا ہے۔وہ وحی تشریعی ہے۔پس سوائے نبی کے کوئی شارع نہیں ہو سکتا اور سوائے رسول کے کوئی شارع نہیں ہو سکتا، یہاں کس صفائی سے شیخ اکبرؒ شارع اور نبی کو ایک قرار دیتے ہیں۔اور تشریعی نبوت کے مقابل پر ولایت کا ذکر کرتے ہیں لیکن میاں صاحب نے محض مطلب براری کیلئے ان کے اقوال میں سے ایک ٹکڑا نقل کر دیا اور جن اقوال سے وہ قول ان کا صاف ہوتا تھا اور ان کے اصل مذہب پر روشنی پڑتی تھی اسے ہضم کر گئے۔

کیا یہ اجتہاد کا طریق ہے یا پیری کا؟

ا۔ یہی معنی نبوت تشریعی کے حضرت مسیح موعود نے لئے ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں ’’صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدَّث ہیں (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰) گویا نبوت تشریعی کے علاوہ جو چیز ہے اس کا نام ہی محدَّثیت ہے جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں ہوتا۔

ایسے آدمی جب اس قسم کی ناجائز کاروائیاں کر کے خلق خدا کو غلطی میں ڈالیں تو مسلمانوں کی حالت پر سوائے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جائے۔میاں صاحب نے اپنی ان کارروائیوں سے اپنے مقدس والد کے نام پر بٹہ لگایا ہے اس کا اثر ایک زمانہ گذرنے کے بعد ہی دور ہو سکے گا۔شیخ اکبرؒ کے اس قسم کے اقوال اس کثرت سے ہیں کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اتفاقاً میاں صاحب کی نظر سے مخفی رہ گئے۔جس شخص کی ایک بھی نظر فتوحات مکیہ پر پڑی ہوگی وہ صاف کہے گا کہ میاں صاحب نے شیخ اکبرؒ کے مذہب کے متعلق محض دھوکہ دینا چاہا ہے۔ہاں اگر میاں صاحب نے کبھی فتوحات مکیہ پڑھی ہی نہیں اور مریدوں کی سنی سنائی باتوں پر ایک قول شیخ اکبرؒ کا لیکر نقل کر دیا ہے تو گو وہ اس الزام سے بری ہوں گے لیکن پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا اتنے بڑے اجماعی مسئلہ سے انکار کے لئے اس قسم کی سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر لینا میاں صاحب کو پبلک کے نزدیک ادنیٰ عزت کا مستحق بھی چھوڑتا ہے۔اسی موقع پر شیخ اکبرؒ لکھتے ہیں:۔

"فھم ورثۃ الانبیاء لاشتراکھم فی الخبر وانفراد الانبیاء بالتشریع قال تعالیٰ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ فجاء بمن وھی نکرۃ لینذریوم التلاق فجاء بمالیس بشرع ولاحکم بل بانذارفقدیکون الولی بشیراً ونذیراً ولاکن لایکون مشرعا"۔

اور وہ (یعنی ولی) نبیوں کے وارث ہیں کیونکہ وہ خبر میں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام یا الہام پانے میں ان کے شریک ہیں اور انبیاء تشریع میں منفرد ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنا کلام اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے ڈالتا ہے۔پس یہاں مَن کو استعمال کیا ہے جو نکرہ ہے تا کہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔ پس وہ ایسی چیز لاتا ہے جو شرع نہیں اور نہ حکم ہے کیونکہ ولی بشیر اور نذیر ہوتا ہے لیکن مشرع نہیں ہوتا۔

یہ صراحتیں میاں صاحب کی نظر سے اگر مخفی رہیں تو کیوں رہیں؟ اس کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یا تو عمداً انہوں نے ان کا اخفا کیا ہے کہ کون اس قدر پرتال کرے گا کہ شیخ اکبرؒ نے کیا لکھا ہے اور اگر جواب لکھا بھی جائے تو مرید تو بہر حال کوئی نہیں پڑھے گا اس کی تسلی ہو جائے گی کہ ہمارا پیر وہی لکھتا ہے جو شیخ اکبرؒ نے بھی لکھا ہے اور یا حسب عادت بلا تحقیق جو بات

کسی مرید نے کہی وہ لکھدی اوراس پر ایک نیا مذہب بنا کھڑا کیا۔ دیکھئے شیخ اکبرؒ نے بلاشبہ اسی ولایت کو نبوت عامہ لکھدیا ہے مگر انہوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ نبی کا نام ہم ان لوگوں پر نہیں بول سکتے اور پھر اس نبوت عامہ یا نبوت لغوی کو وہ ساری امت میں مانتے ہیں بلکہ اسی ذیل میں ایک جگہ یہ حدیث لاتے ہیں کہ'' من حفظ القران فقدادرجت النبوة بين جنبيه '' جس نے قرآن کو محفوظ کیا۔ نبوت اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان داخل کردی گئی اور ایک جگہ لکھتے ہیں ''وهذاالنبوة سارية فى الحيوان مثل قوله واوحى ربك الى النحل ''

یعنی یہ نبوت حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ یہ نبوت آخرت میں بھی موجود ہوگی ''وكذالك تنقطع فى الاخرة بعد دخول الجنة والنارنبوة التشريع لاالنبوة العامة ''تو کس قدر واضح بات ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے معنی میں اس نبوت کو لیتے ہیں۔ یعنی لفظ کے لغوی معنی میں جیسا کہ حدیث میں بھی ہے'' رجال يكلمون من غيران يكونوا انبياء '' مگر میاں صاحب نے شیخ اکبرؒ کے ایک فقرہ کو توڑ مروڑ کر اتنا بڑا ظلم اس بزرگ پر کیا ہے العیاذباللّٰہ۔

امام شعرانی کی شہادت

تیسری شہادت میاں صاحب نے امام شعرانیؒ کی پیش کی ہے۔ افسوس ہے کہ میاں صاحب کے اس حوالہ میں بھی اسی طرح کاٹ چھانٹ کر مطلب براری کی گئی ہے۔ میاں صاحب نے اتنا تو لکھدیا'' فان مطلق النبوة لم يرتفع وانماارتفع نبوة التشريع ''یعنی مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی اور نبوت تشریعی اٹھائی گئی ہے اور آگے پیچھے سے کھا گئے۔

ولذاكان يؤول به رؤياه وهذاهومابقاه اللّٰه تعالىٰ على الامة من اجزاء النبوة فان مطلق النبوة لم يرتفع وانماارتفع نبوة التشريع فقط كما يؤيده حديث من حفظ القران فقد ادرجت النبوة بين جنبيه[1]'' اوراسی لئے اس کے ساتھ آپ کے رؤیا کی تاویل کی جاتی ہے اور یہ (یعنی رؤیا) وہ چیز ہے جو اجزائے نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے امت پر باقی رکھی ہے کیونکہ مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی۔ بلکہ نبوت تشریعی اٹھائی گئی ہے جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ جو شخص قرآن کی (یعنی اس کے احکام کی) حفاظت کرتا ہے نبوت اس

۱۔ المواقیت والجواہر

کے دونوں پہلوؤں کے درمیان داخل کی جاتی ہے میں میاں صاحب کی اس قطع وبرید کی نسبت کیا کہوں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے کہ اپنے آپ کو بھی اوراپنے مریدوں کو بھی دھوکہ سے باہر نکالیں۔کس قدر صاف بات کو آگے پیچھے سے کاٹ کر ختم نبوت کے خلاف دلیل بنائی ہے۔بھلا اس بات کا کون مسلمان قائل نہیں کہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو جو رؤیا صالحہ ہے وہ باقی ہے۔لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات " حدیث متفق علیہ ہے اور سب مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے اور انہی مبشرات میں الہامات اولیاء اللہ بھی داخل ہیں جنہیں حدیث میں رؤیائے صالحہ کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ بمقابلہ روشنی وحی نبوت کے الہام اور رؤیا سب کلام من وراء حجاب میں داخل ہیں۔

ہاں یہ میاں صاحب کا حصہ ہی تھا کہ مبشرات کو عین نبوت قرار دے[1] کر ہمیشہ کے لئے اپنی فضیلت علمی کا ثبوت دیدیا کہ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں "لم یبق من النبوۃ الا النبوۃ "نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر عین نبوت۔کیا ایسا مہمل کلام سرچشمۂ نبوت سے نکل سکتا ہے نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر اس کا ایک جزو یعنی مبشرات یہ تو وہ بات ہے جو سارے مسلمان کہتے رہے مگر اس حدیث کے معنی میں اس ایجاد کا سہرا میاں صاحب کے سر پر ہی بندھا کہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر عین نبوت تو جس چیز کو امام شعرانی نبوت تشریعی کہتے ہیں وہ وہی ہے جسے شیخ اکبرؒ نے کہا اور فی الحقیقت انہی کے کلام کی تفسیر ہے اور جسے وہ نبوت مطلقہ یا عامہ کہتے ہیں وہ ولایت یا اللہ تعالیٰ سے محض ہمکلامی ہے پھر اسی المواقیت والجواہر میں اور بہتیرے مقامات پر یہ تصریحات موجود ہیں "لکن بقی للاولیاء وحی الا الهام الذی لاتشریع فیه "لیکن اولیاء کیلئے وحی الہام باقی ہے جس میں تشریع کوئی نہیں تو معلوم ہوا کہ تشریعی نبوت سے اتر کر جو چیز ہے وہ ولایت ہے نہ کچھ اور۔اور ایک جگہ شیخ اکبر کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے "اعلم انه لاذوق لنا فی مقام النبوة لنتکلم علیه وانما نتکلم علی ذلك بقدرمااعطینا من مقام الارث فقط فانه لایضح منادخول مقام النبوۃ "یعنی ہمارے لئے مقام نبوت میں کوئی ذوق نہیں کہ ہم اس پر کلام کرسکیں۔اور ہم اس پر جو گفتگو کرتے ہیں تو وہ اسی اندازہ سے ہے جو ہمیں مقام وراثت سے دیا گیا کیونکہ ہم (یعنی امت محمدیہ) میں سے کسی کا مقام نبوت میں داخل ہونا صحیح نہیں۔میاں صاحب نے مقام وراثت کو بھی نہیں سمجھا جیسا کہ ان کے اگلے حوالہ سے ظاہر ہے۔

۱۔ دیکھو حقیقۃ النبوت ص ۱۰۹ مبشرات کا ذکر کر کے لکھا ہے "جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے"

مجدد الف ثانیؒ کی شہادت

چوتھی شہادت حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پیش کی گئی ہے ''پس حصول کمالات نبوت برتابعاں رابطریق تبعیت ووراثت بعداز بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت اونیست''،یعنی کمالات نبوت کا حصول پیروؤں کے لئے پیروی اور وراثت کے طریق پرخاتم الرسل کی بعثت کے بعداس کے خاتَم ہونے کے منافی نہیں میاں صاحب کااس حوالہ کواپنی تائیدمیں پیش کرنایاکمال درجہ کی سادگی ہے اوریااسی قدربڑی دیدہ دلیری۔حضرت مجددصاحبؒ فرماتے ہیں کہ پیروؤں کا کمالات نبوت حاصل کرنا آنحضرت کےآخری نبی ہونے کےمنافی نہیں اور جناب میاں صاحب اِس کےمعنی یوں کرتے ہیں کہ حضرت مجددالف ثانیؒ کےنزدیک آنحضرت ﷺ آخری نبی نہیں۔اس فہم رساکےبھی قربان جائیے۔جوشخص یہ کہے کہ حصول کمالات نبوت ختم نبوت کےمنافی نہیں توکیاوہ صاف یہ نہیں کہہ رہاکہ خاتم النبیین سے مرادآخری نبی ہےآخری نبی ہونے کے یہ امرمنافی نہیں کہ کوئی شخص بطوروراثت کمالات نبوت کوحاصل کرےکون امت میں سےاس بات کامنکر ہے؟

شاید ہمارےمیاں صاحب کل کوخدابھی بنانے لگ جائیں گے یاخودبن بیٹھیں گے۔ اس لئےکہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ کاحکم ہےتوجب ایک شخص نےاخلاق اللہ کواپنےاندرلےلیاتو میاں صاحب کےنزدیک وہ خدابن گیاجس طرح کمالات نبوت سےنبی بن گیا۔میاں صاحب نےمجازاوراستعارہ کےکلام کوحقیقت پرمحمول کرکےوہی غلطی کھائی ہےجوعیسائیوں نےمسیح کوخدا کابیٹابنانےمیں۔میں نہیں سمجھتاکہ ان کویہ علم نہیں کہ وراثت اورتبعیت کیاچیزہےاورمیاں صاحب کویہ بھی علم ہےکہ حضرت مجددصاحب ان کمالات کےاپنےاندرپائےجانےکےبھی قائل تھےمگر وہ اپنےآپ کونبی نہ کہتے تھے۔

کمالاتِ نبوت کوبطوروراثت لینے والامحدَّث ہے

میاں صاحب کوخوب علم ہے کہ ان اعلیٰ درجہ کےانسانوں کانام اصطلاح شریعت میں مجدد صاحب کےنزدیک محدَّث ہےنہ کہ نبی پھر، یہ عمداًدھوکہ دینانہیں تواورکیاہے۔مجددصاحب کایہ حوالہ خودحضرت مسیح موعودنے دومرتبہ نقل کیا ہے اورمیاں صاحب نے یہ ضرور پڑھاہے پھربارہاہم نےاسےپیش کیاہےمگراپنامطلب نکالنےکیلئےمیاں صاحب کااصول میٹھامیٹھاہڑپ

ہے۔دیکھئے مجدد صاحب کی اس عبارت کو حضرت صاحب نے نقل کیا ہے "اعلم ایھاالصدیق ان کلامه سبحانه مع البشر قدیکون شفاھاو ذلك الافرادمن الانبیاء وقدیکون ذلك لبعض المکمل من متابعیھم واذاکثرھذاالقسم من الکلام مع واحدمنھم سمی محدثا وھذاغیرالالھام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملك انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللّٰہ یختص برحمته من یشاء" اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کیساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں اور کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدَّث بولتے ہیں اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں بلکہ غیر الہام ہے اور یہ القاء فی الروع بھی نہیں ہے اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کیساتھ ہوتا ہے اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے جو انسان کامل ہو اور خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کیساتھ خاص کر لیتا ہے۔

اگر ترجمہ میں کچھ تصرف معلوم ہو تو ازالہ اوہام ص ۹۱۵ دیکھ کر اطمینان کر لیں اور خدا کے لئے غور کریں کہ جس بزرگ کی ایک عبارت کا آپ یہ نتیجہ نکال کر پیش کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کے آنے کا قائل ہے اس کی دوسری عبارت کا آپ کیوں اخفا کرتے ہیں جہاں وہ صاف خود لکھتا ہے کہ ایسے کامل لوگ نبی نہیں ہوتے بلکہ محدَّث کہلاتے ہیں۔میاں صاحب آپ کی اس جمعداری پر افسوس ہے جس نے یہاں تک آپ کی نوبت پہنچائی ہے کہ آپ "ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون" کو بھی نظر انداز کرتے چلے جاتے ہیں۔جو پردہ حق پر ڈال کر آپ اپنی مطلب براری کرنا چاہتے ہیں خدا کے لئے غور کریں کہ وہ کب تک پڑا رہے گا۔کیوں اپنے ہاتھ سے اپنے مریدین کو اس غلطی سے باہر نہیں نکالتے۔وہ نہ سمجھتے ہوں مگر آپ خوب سمجھتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے طریق عمل میں دین خدا سے استہزا تک نوبت پہنچتی جاتی ہے۔

مرزا مظہر جان جاناں کی شہادت اور ظلی نبوت کا مفہوم پانچویں شہادت مرزا مظہر جان جاناں

کی ہے جن کے الفاظ تقریباً وہی ہیں جو حضرت مجدد صاحب کے ہیں ''ہیچ کمال غیر از نبوت بالاصالت ختم نگر دیدہ'' نبوت بالاصالت کے سوا کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔اب یہ میاں صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ نبوت ظلی کو بھی جو نبوت بالاصالۃ کے مقابل پر ہے نبوت ہی سمجھتے ہیں اور ظلی نبوت کو نبوت قرار دینا ایسا ہی ہے جیسا ظل اللہ کو اللہ قرار دینا نہ خدا کا ظل خدا ہے نہ نبی کا ظل نبی۔پس جو شخص نبوت بالاصالت کو ختم مانتا ہے وہ نبوت کو ختم مانتا ہے کیونکہ ظلی اصل نبوت نہیں اگر ایک ہزار شیشوں میں آفتاب کا عکس پڑے تو اصل آفتاب پھر بھی ایک ہی ہے۔واقعی ہزار آفتاب نہیں بن گئے۔

مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کی شہادت

چھٹی شہادت مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کی ہے جنہوں نے ایک فرضی بحث اس بات پر کی ہے کہ دیگر زمینوں میں اور نبی بھی ہمارے نبی کی طرح آسکتے ہیں اور وہیں یہ لفظ آتے ہیں۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں''

الفاظ بالفرض سے کسی شخص کا عقیدہ ظاہر نہیں ہوتا اور پھر یہاں تو تشریعی اور غیر تشریعی کی بھی تفریق نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہونے کا ذکر ہے۔نانوتویؒ کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ ''خاتم النبیین'' میں کمالات نبوی کی طرف بھی اشارہ ہے اور صرف تاجر زمانی مراد نہیں جیسا کہ وہ شروع میں ہی لکھتے ہیں۔

''اگر سدِ باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بناء خاتمیت اور باب پر ہے جس سے تاجر زمانی اور سدِ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔''

یہاں صفائی سے بتادیا کہ وہ سدِ باب نبوت کے قائل ہیں لیکن اس کی بنیاد تاجر زمانی پر نہیں بلکہ کسی اور چیز پر ہے اور ختم نبوت کے منکر کو صفحہ نمبر ۱۰ پر کافر بھی لکھا ہے:۔

ادھر تصریحات نبوی ''مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاانه لانبی بعدی او کما قال'' جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا جیسا اس کا منکر کافر ہے

ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔‘‘

اور آگے لکھا ہے:۔

’’اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔‘‘

ایسے شخص کے متعلق یہ کہنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا قائل نہیں پرلے درجے کی حق پوشی ہے، باقی جو خیالات انہوں نے بر بنائے فرض ظاہر کئے ہیں۔ان سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کا قول

حضرت مسیح موعودؑ کی جو شہادت پیش کی ہے۔اسے میں بعد میں لیتا ہوں مذکورہ بالا حوالہ جات کے علاوہ میاں صاحب نے ایک قول جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب کیا ہے’’ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانبی بعدہ‘‘ یہ قول واقعی حضرت عائشہؓ کا ہے۔اِس کی کوئی قطعی سند نہیں ہے اور چالیس حدیثوں کے مقابلہ میں اسکی کیا وقعت ہے۔سوائے اس کے کہ اس کی تاویل کر کے ان احادیث کے ماتحت کیا جائے لیکن میاں صاحب کی منطق ہمیشہ الٹی چلتی ہے وہ اس قول کی خاطر ساری حدیثوں کی تاویل شروع کر دیتے ہیں اور سب سے پہلے تو فرماتے ہیں:۔

’’یقیناً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان الفاظ کے معنی آخری نبی کے سوا کچھ اور سمجھتی تھیں‘‘

مگر یہ نہ بتایا کہ وہ کیا معنی سمجھتی تھیں گویا میاں صاحب کے نزدیک حضرت عائشہؓ بھی خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔مگر چونکہ غالباً ابھی میاں صاحب کو پہیلیاں اچھی لگتی ہیں اس لئے یہ نہیں بتایا کہ وہ اور معنی کیا تھے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ سمجھتی تھیں۔کیوں نہیں بتایا اس لئے کہ وہ معنی بھی آخری نبی کے ہی ہوں گے۔مریدوں کو یوں تاریکی میں چھوڑ دینا بہتر ہے تا کہ ان کا قیاس یہی ہو کہ جو معنی میاں صاحب کرتے ہیں وہی معنی حضرت عائشہؓ کرتی ہوں گی لیکن اس کے بعد جو کچھ میاں صاحب نے لکھ مارا ہے اس میں تو کمال ہی کر دیا ہے:۔

’’حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس قول سے کہ ’’لانبی بعدہ ‘‘مت کہو ایک اور نتیجہ بھی نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ’’لانبی بعدہ‘‘ کے فقرہ کے بھی دو معنی ہیں کیونکہ یہ فقرہ تو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے ثابت ہے ....حضرت عائشہؓ کا اس کے استعمال سے منع کرنا اور لوگوں کا ان کے اس منع کرنے پر اعتراض نہ کرنا بتاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اس جملہ کے دو معنی خیال کرتی تھیں۔ ایک خاتم النبیین کے مطابق اور ایک مخالف چونکہ لوگوں کو اس فقرہ سے دھوکہ لگ رہا تھا اس لئے انہوں نے مصلحتاً اس فقرہ کے استعمال سے روک دیا۔''

خاتم النبیین اور لا نبی بعدہ کے معنی

خاتم النبیین کے صرف ایک ہی معنی تھے اور لا نبی بعدہ کے دو معنی یہ کتنا بڑا معمہ ہے۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی تو بقول میاں صاحب حضرت عائشہؓ سمجھتی نہ تھیں لازماً وہ معنی یہی ہوں گے جو میاں صاحب کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبی براہ راست بنایا کرتا تھا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی مہر لگ کر نبی بنا کریں گے جو شخص اتباع کامل کرے گا وہ نبی بن جائے گا مگر تعجب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی ہزار ہا حدیثوں میں یہ معنی کہیں نہیں پائے جاتے نہ صاحب مجمع البحار کو ہی یہ معنی معلوم تھے۔ جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے اس بے سند قول کو ہم تک پہنچایا نہ صحابہ میں سے کسی اور کو معلوم ہوئے اور نہ (نعوذ باللہ) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معنی معلوم تھے ورنہ آپ نے جو اس قدر احادیث میں الفاظ خاتم النبیین کی تشریح فرمائی تو کہیں یہ بھی فرما دیتے کہ اصل معنی ان الفاظ کے یہ ہیں تو جو معنی ان الفاظ کے نہ تھے ان پر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اتنا زور دیتے رہے اور جو معنی تھے وہ ایک دفعہ بھی بیان نہ کئے اور پھر حضرت عائشہؓ لا نبی بعدہ کے دو معنی سمجھتی تھیں یعنی ایک یہ معنی کہ آپ کے بعد نبی نہ ہوں گے اور ایک یہ کہ آپ کے بعد نبی ہوں گے اور آپ نے پہلے معنی کو غلط قرار دیا۔ آیا ان باتوں میں کوئی حقیقت بھی ہے۔ یا یہ سب میاں صاحب کی جولانی طبع کا نتیجہ ہی ہے۔ اس قول میں ان سب باتوں میں سے ایک کا بھی نام و نشان نہیں لیکن اگر فرض بھی کر لیں کہ خاتم النبیین کے ایک ہی معنی ہو سکتے تھے اور لا نبی بعدہ کے[1]۔ تو دوسیدھا قیاس تو یہ ہے کہ خاتم النبیین کے ایک معنی وہی ہیں جو بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے یعنی یہ کہ میرے بعد

ا۔ ایک معنی والے فقرہ کی دو معنی والے فقرہ سے تفسیر کرنا مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کی ایجاد ہے جو اللہ والرسول کے معنی یوں کرتے ہیں کہ لفظ رسول جس کے معنی پیغمبر بھی ہیں اور پیغام بھی لفظ اللہ کی تفسیر ہے۔ میاں صاحب نے بھی آخر یہی راہ مخلصی کی نکالی ہے۔

کوئی نبی نہیں۔میرے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کذّاب دجّال ہوگا۔میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔مگر مبشرات۔نبوت منقطع ہوگئی۔میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی ہوتے تھے میرے بعد نبی نہ ہوں گے۔میرا نام عاقب ہے یعنی سب نبیوں کے آخر میں آنے والا۔تو یہی ایک معنی خاتم النبیین کے حضرت عائشہؓ بھی سمجھتی ہوں گی اور چونکہ میاں صاحب کی رائے میں ''لا نبی بعدہٗ'' کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔دوسرے یہ کہ میرے بعد نبی بھی ہوں گے مگر صاحب شریعت نہ ہوں گے تو حضرت عائشہؓ نے ''لا نبی بعدہٗ'' کہنے سے اس لئے روک دیا تاکہ ان دوسرے معنوں کو لوگ صحیح نہ سمجھ لیں یعنی ان لفظوں سے یہ قیاس نہ کرلیں کہ آپ کے بعد نبی بھی آسکتا ہے یا تو میاں صاحب کا فرض ہے کہ وہ دکھائیں کہ خاتم النبیین کے وہ ایک معنی جو نبوت کو جاری رکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو معلوم تھے۔ورنہ جو معنی آنحضرت اور کثیر صحابہ سے مروی ہیں وہی حضرت عائشہؓ نے بھی مراد لئے اور میاں صاحب جیسا کوئی ذہین شخص جو لا ''نبی بعدہٗ'' کے یہ معنی بھی کرتا ہوگا کہ آپ کے بعد نبی آتے رہیں گے۔اسے روک دیا کہ تم یہ لفظ مت بولو جس سے تمہیں ٹھوکر لگتی ہے۔

بہرحال میاں صاحب کی اس تحریر نے یہ فیصلہ کردیا کہ الفاظ خاتم النبیین کے ایک ہی معنی صحابہ سمجھتے تھے۔اب یہ ان کا فرض ہے کہ صحابہؓ سے وہ معنی ثابت کریں جو وہ کرتے ہیں۔نہیں تو یہی قول عائشہؓ ان پر ان کی اپنی دلیل کی رو سے حجت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ''لا نبی بعدہٗ'' کہنے سے اس لئے روکا کہ اس کے معنی اجرائے نبوت بھی ہوسکتے تھے اور اس کی تائید میں دوسری حدیث صحیح موجود ہے جس کی راوی خود حضرت عائشہؓ ہیں ''عن عائشہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا یبقیٰ بعدی من النبوۃ شئی الاالمبشرات'' یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے مبشرات کے۔اب اگر ہم میاں صاحب کی طرح یہ کہہ لیں کہ مبشرات عین نبوت ہیں،اور آنحضرت نے گویا یوں فرمایا تھا کہ نبوت میں سے میرے بعد کچھ باقی نہیں رہا مگر عین نبوت تو پھر نبی چھوڑ کسی کو خدا بنانے میں بھی ہماری راہ میں کوئی مشکل نہیں لیکن اگر رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی ہمارے دل میں عزت ہے تو پھر بات صاف ہے کہ نبوت کا باقی رہنا حضرت عائشہؓ نہ مانتی تھیں بلکہ اس کے ایک جزو کا باقی رہنا مانتی تھیں اور حدیث ''لم یبق من النبوۃ '' کی ایک اور روایت یوں ہے '' ذھبت النبوۃ و بقیت المبشرات ''نبوت چلی گئی اور مبشرات باقی رہ گئیں۔تو میاں صاحب کے نزدیک یوں ہوا'' ذھبت النبوۃ و بقیت النبوۃ '' نبوت چلی گئی اور نبوت باقی رہ گئی ۔ ان معانی کو سن کر سب لغت نویسوں کی روحیں وجد میں آ جائیں گی ۔پس یہ یقینی شہادت ہے اس بات پر کہ خاتم النبیین کے وہی معنی حضرت عائشہؓ لیتی تھیں جو آج تک ساری اسلامی دنیا سمجھتی رہی ہے یعنی نبوت آپ کے ساتھ ختم ہوگئی۔اور جس شخص نے میاں صاحب کی طرح ''لا نبی بعدہ'' کے یہ معنی کئے ہوں گے کہ میرے بعد مجھ جیسا بڑا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا چھوٹے چھوٹے نبی آتے رہیں گے۔

(جو بقول میاں صاحب بلحاظ کمالات تو آنحضرتؐ کے برابر بھی ہو سکتے ہیں بلکہ بڑھ کر بھی نعوذباللہ من ھذہ الخرافات)تو حضرت عائشہؓ نے اسے لا نبی بعدہ کہنے سے روک دیا اور ایک ہی معنی خاتم النبیین کے قائم رہ گئے یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت نہیں اور یا ممکن ہے کہ میاں صاحب کی طرح کسی نے ''لا نبی بعدہ '' کے یہ معنی کر دئے ہوں کہ آپ کے فوراً بعد کوئی نبی نہ ہوگا لیکن کچھ زمانہ گذرنے کے بعد نبی آنے لگیں گے تو حضرت عائشہؓ نے روک دیا کہ یہ فقرہ ہی مت بولو یا اگر یوں الٹے معنی نہ کئے ہوں تو یوں کر دئے ہوں جیسا کہ میاں صاحب یا ان کے مریدین کہہ دیا کرتے ہیں کہ چونکہ نبی کریم کا زمانہ قیامت تک ہے اسلئے ''لا نبی بعدہ'' سے یہ مراد ہے کہ قیامت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔اس سے پہلے آتے رہیں گے تو حضرت عائشہؓ نے اسے روک دیا کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ نبی آپ کے بعد آ ہی نہیں سکتا۔غرض لا نبی بعدہ کے جتنے غلط معنی میاں صاحب نے اپنی کمال ذہانت سے مشتہر کئے ہیں وہ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ نے یہ کہہ کر کہ لا نبی بعدہ کہو ہی نہیں باطل ثابت کر دئے۔پھر میں کہتا ہوں کہ اگر لا نبی بعدہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں تو باقی جن احادیث میں خاتم النبیین کی تشریح کی گئی ہے اس کے دو معنی بھی ہو سکتے ہے یا وہ صرف ایک ہی معنی کے متحمل ہیں۔مثلاً یہ حدیث کہ قصر نبوت میں صرف ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی اور میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔اس کے دوسرے معنی میاں صاحب

کیا کریں گے۔ کیا اس سارے قصرِ نبوت کو ہی نگل کر ایک نیا قصرِ نبوت قائم کریں گے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجائے آخری اینٹ ہونے کے پہلی اینٹ ہوں۔ اور پھر اس حدیث کے کیا معنی کریں گے جس میں آنحضرت صلی اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بعد تیس کذّاب دجّال ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ پھر اس حدیث صحیح کے کیا دوسرے معنی کریں گے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی ہوتے تھے میرے بعد خلیفے ہوں گے۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد بھی تو میاں صاحب کے نزدیک غیر تشریعی نبی ہی تھے۔ وہاں کوئی دوسرے معنی ممکن ہی نہیں پھر اس حدیث کے کیا دوسرے معنی کریں گے کہ میرا نام عاقب ہے کیا عاقب کے معنی لغت میں پیچھے آنے والا ہے یا اصل معنی محاورہ عرب میں پہلے آنے والا تھا اور اس کے معنی پیچھے آنے والا لغت نویسوں نے اس لئے لکھ دئے کہ پہلے ایک غلط عقیدہ قبول کر لیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو یہ تمام احادیث صراحت سے ایک ہی بات بتا رہی ہیں کہ خاتم النبیین کی ایک ہی معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے صحابہؓ کو معلوم تھے اور وہ یہ کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور میاں صاحب کی بحث یہ ہے کہ یہ معنی غلط ہیں اور صحیح معنی وہ ہیں جن کا وجود تیرہ سو سال میں کہیں نہیں ملتا۔ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں نہ حضرت عائشہؓ کے قول میں نہ کسی صحابیؓ کے قول میں نہ کسی امام کے قول میں۔

حضرت علی کی قول

میاں صاحب نے اجماع کے خلاف ایک شہادت حضرت علیؓ کی بھی پیش کی ہے اور وہ یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ کو قرآن شریف پڑھاتا تھا اور حضرت علیؓ میرے پاس سے گذرے فرمایا کہ خاتم النبیین تا کی زبر کے ساتھ پڑھاؤ۔ اب دیکھئے یہ کیسی زبردست شہادت ہے کہ حضرت علیؓ خاتَم کے معنی آخری نہ سمجھتے تھے اور اگر کسی کو تامل ہو تو میاں صاحب ایک چھلانگ میں سب مرحلے طے کرا سکتے ہیں کیسا اچھوتا استدلال ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اکثر قرأتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتِم زیر کے ساتھ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اگر حضرت علیؓ کے نزدیک تا کی زبر سے بھی آخری نبی کے معنی بنتے تھے تو آپ نے زیر پڑھانے سے منع کیوں فرمایا۔ زیر کے معنی زیادہ واضح ہو جاتے تھے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ

آپ دونوں میں فرق سمجھتے تھے اور زیر پڑھانے سے ڈرتے تھے کہ ان بچوں کے ذہن میں نبوت کے متعلق خلاف حقیقت عقیدہ نہ جم جائے۔''

اس اچھوتے استدلال پر اگر صبح سے لیکر شام تک سب مریدین سر ہلا ہلا کر سبحان اللہ کے نعرے بلند کرتے جائیں تو اس کے اچھوتا پن کا حق ادا نہیں ہوتا۔ ایک طرف چالیس حدیثوں میں صراحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ایک طرف حضرت علیؓ کے خاتَم تا کی زبر کے ساتھ پڑھنے سے لطیف استدلال ہے (جس کی لطافت ایشیائی شاعری میں کمر معشوق کے وصف کی لطافت سے کسی طرح کم نہیں۔ کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے) کہ اس سے ثابت ہوا کہ خاتَم کے معنی حضرت علیؓ آخری نہ سمجھتے تھے۔ یہ تو حضرت علیؓ کی اکیلی شہادت نہیں بلکہ اب تو اجماع کی شہادت بھی ہوگئی۔ کیونکہ سبھی لوگ خاتَم زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بلکہ میاں صاحب کو اس قدر لمبے مضمون سے دس صفحوں کو پُر کرنے کی ضرورت نہ تھی ایک یہی دلیل کافی تھی کہ آج سب مسلمان خاتَم زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ خاتَم کے معنی آخری نہیں سمجھتے۔

ایسی مضبوط دلیل کے ہاتھ میں ہوتے ہوئے میاں صاحب نے اتنی تکلیف خواہ مخواہ کی میں تو اب بھی یہی سفارش کروں گا کہ اس دلیل کو سونے کے حروف سے لکھ کر تمام مریدین کے گھروں کے دروازوں پر لٹکا دیں تو کون مسلمان ہے کہ اس کا انکار کر سکے خود میں بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میرے سامنے بھی اگر کوئی خاتِم زیر کے ساتھ پڑھے تو میں بھی اسے روک دوں گا۔ پس ثابت ہوا کہ میں بھی خاتَم کے معنی آخری نہیں سمجھتا اور اگر اس کے خلاف کہوں تو یہ میری بے سمجھی ہے دلیل تو قائم ہو چکی اور اس دلیل کی مضبوطی کی یہی سند کافی ہے کہ جناب میاں صاحب کے منہ سے نکلی ہے اور اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ حضرت علیؓ کے اس قدر اہتمام کے باوجود کہ ''ان بچوں کے ذہن میں نبوت کے متعلق خلاف حقیقت عقیدہ نہ جم جائے۔''

یہ کیونکر ہوا کہ وہی خلاف حقیقت عقیدہ ہی، حضرت حسنؓ وحسینؓ کا بھی رہا یہاں تک کہ اہل تشیع بھی کوئی روایت ان سے محفوظ نہیں بتاتے کہ جس میں انہوں نے میاں صاحب والے معنی بیان کئے ہوں اور نہ خود حضرت علیؓ نے خلاف حقیقت عقیدہ کو چھوڑا اور نہ ہی کسی اور صحابی نے اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی اس خلاف حقیقت عقیدہ کی بیخ کنی کر کے میاں

صاحب کی مدد نہ کی تو ایسا شخص نور ایمان سے خالی ہے۔ سچ ہے یہ دنیا عجائبات سے پُر ہے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی کوششوں کے خلاف حقیقت عقیدہ پر ہی سب صحابہؓ قائم ہوگئے اور ساری امت میں سے ایک آواز بھی نہ اٹھی اگر حضرت عائشہؓ درمیان میں نہ ہوتیں تو ہم یہی سمجھ لیتے کہ اس ختم نبوت کے عقیدہ کی وہی گت بنی جو خلافت بلافصل کی ہوئی امید ہے میاں صاحب مزید غور کے بعد حضرت عائشہؓ کا نام اجرائے نبوت کے حامیوں میں سے نکال دیں گے اور اس عقدہ کو بھی حل کر دیں گے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت علیؓ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ تجھے وہی نسبت مجھ سے ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی مگر تو نبی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ میرے بعد نبی نہیں۔ تو اس وقت حضرت علیؓ نے ضرور عرض کیا ہوگا کہ حضور والا میں تو ہارون والا مرتبہ چاہتا ہی نہیں۔ اور نہ نبوت غیر تشریعی کو قبول کرتا ہوں اگر لوں گا تو نبوت تشریعی لوں گا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن پر میاں صاحب اپنے نئے مذہب کی بنیاد رکھ رہے ہیں یہ باتیں اس قدر گری ہوئی ہیں کہ انہیں رکیک تاویلات کہنا بھی لفظ تاویل کی ہتک ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی شہادت

صحابہ میں سے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی شہادت بھی میاں صاحب نے اپنی تائید میں پیش کی ہے کسی شخص نے ان کے سامنے کہا تھا خاتم الانبیاء لانبی بعدہ تو آپ نے فرمایا کہ ''حسبك اذاقلت خاتم الانبیاء فانا کنانحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ و بعدہ'' یعنی خاتم الانبیاء کہنا ہی کافی ہے کیونکہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں پس اگر وہ آئیں تو آپ سے پہلے بھی ہوئے اور پیچھے بھی۔ یہ قول بعینہٖ حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق ہے[1] کیسی عجیب بات ہے کہ وہ بے سر و پا اقوال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخاری اور مسلم کی حدیثیں پسِ پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ طرز عیسائیوں نے اسلام کے خلاف اختیار کی تھی کہ ایک کمزور سی روایت کو لیکر تمام اصول دین کے خلاف پیش کر دیا۔ میاں صاحب بھی انہیں کا تتبع کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے قول کی سند تو قطعاً کوئی نہیں اور حضرت مغیرہؓ کے قول کی سند بھی ابن ابی شیبہ میں ہے جس کی روایت کو میاں صاحب شاید بخاری اور مسلم کی طرح سمجھتے

---

[1]: ۔ کیا یہ ممکن نہیں .... کہ مجمع البحار میں اسی قول کو غلطی سے حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو کیونکہ حضرت عائشہؓ کے ایسے قول کی کوئی سند نہیں ملتی۔

ہوں لیکن وہ خود بخاری اور مسلم کی روایتوں کو بھی جب کثرت دوسری طرف ہوترک کر دیا کرتے ہیں۔کیا انہیں علم نہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے قول "فاقرؤا ان شئتم" پر وہ خود کیا کہا کرتے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تو حجت نہیں کہ آپ خود خاتم النبیین کی تفسیر آخری نبی کرتے ہیں لا نبی بعدہ فرماتے ہیں لیکن حضرت مغیرہؓ کا ایک کمزور قول حجت ہے اگر فی الواقع حضرت مغیرہؓ کا یہی خیال ہو جو اس قول میں ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو کیا یہ حجت ہے۔ پھر اجماع تو قرآن کے محفوظ ہونے پر ہے اور ایک ایک صحابی کا قول میں میاں صاحب کو صحیح مسلم تک میں دکھا دیتا ہوں کہ فلاں حصہ قرآن کا محفوظ نہیں رہا کیا وہاں بھی میاں صاحب اپنا مذہب بدل لیں گے یا عیسائیوں کے سامنے سر جھکا دیں گے یا اکیلے آدمی کی شہادت کی کثیر کی شہادت کے مقابل پر پرواہ نہیں کریں گے اور کیا میاں صاحب نے اتنا بھی غور نہ کیا کہ حضرت مغیرہؓ نے اگر یہ کہا تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خود آنے کے منتظر تھے اور اسی انتظار کیوجہ سے انہوں نے کہا کہ خاتم الانبیاء کہنا کافی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ بھی آپ سے پہلے آچکے ہیں لیکن لا نبی بعدہ نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ آپ کے بعد بھی آنے والے ہیں۔

میاں صاحب نے بغیر الفاظ پر غور کئے اس قول کو اپنی تائید میں پیش کر دیا ہے۔الفاظ حسبك اذاقلت خاتم الانبیاء تو صاف بتاتے ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء کے معنی نبیوں میں سے آخری کر رہے ہیں۔تیرا خاتم الانبیاء کہنا کافی ہے۔میاں صاحب یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ خاتم الانبیاء کے معنی صحابہ آخری نبی نہیں کرتے تھے تو لازماً وہ دوسرے معنی کرتے ہوں گے جن کے مدعی میاں صاحب ہیں یعنی یہ کہ آپؐ کی اتباع سے نبی بنا کریں گے تو یہ معنی اس قول میں کہاں سے نکلے کیا حضرت مغیرہؓ نے یوں کہا تھا کہ تیرے لئے کافی ہے کہ تو کہے کہ آپؐ وہ نبی ہیں جن کی اتباع سے دوسرے نبی بنا کریں گے کیونکہ اگر عیسیٰؑ آئیں گے تو وہ آپؐ کے پہلے بھی ہوں گے اور بعد بھی۔اگر یہ معنی ہو سکتے ہیں تو اس قول کا پیش کرنا کچھ معنی رکھتا ہے ورنہ ان اقوال کو پیش کرنا وہی ڈوبتے کا تنکوں کا سہارا تلاش کرنا ہے۔بات صرف اتنی ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ خود آنے والے ہیں اس لئے گو آنحضرت آخری نبی تو ہو گئے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ بھی آپ سے پہلے گذر چکے ہیں لیکن حضرت عیسیٰؑ بعد میں بھی تو آنے والے ہیں۔اسلئے بہتر یہ ہے

کہ لانبی بعدہ نہ کہا جائے۔لیکن ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح احادیث کے خلاف یہ حضرت مغیرہؓ کا اپنا قیاس ہے کہ انہوں نے پیشگوئی کا مطلب یہی سمجھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خود آئیں گے اور اس وقت اس طرف طبیعت نہ گئی کہ حضرت عیسیٰؑ کو خود آنا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں لانبی بعدہ فرماتے۔اور بیسیوں اور حدیثوں میں مختلف پیرایوں میں یہ بیان کرتے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد ختم نبوت کے منافی ہے

اور یہ مشکل صرف حضرت مغیرہؓ کیلئے نہ تھی بلکہ ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے خود آنے کے قائل ہیں انہوں نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کو واپس لانے سے ختم نبوت کو توڑنا پڑتا ہے، نہ ہی اس بات پر غور کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اتنے مختلف پیرایوں میں یہ بار بار فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔بلاشبہ اگر ایک بھی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آ جائے تو نہ صرف ان حدیثوں کو ترک کرنا پڑے گا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس قدر صراحت اور تاکید سے بیان ہوا ہے بلکہ پھر خود ختم نبوت بھی باقی نہیں رہ سکتی۔لازماً نزول عیسیٰؑ کی جو ایک پیش گوئی ہے اس کے وہ معنی کرنے پڑیں گے جو اسے ختم نبوت کے منافی نہ ٹھہرائیں۔اس لئے جن لوگوں نے نزولِ عیسیٰؑ کے مسئلے پر بحث کی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جب آئیں گے تو بحیثیت مجدد آئیں گے۔ہاں یہ سچ ہے کہ اس صورت میں انہیں نبوت سے معزول ماننا پڑتا ہے جو ہو نہیں سکتا کیونکہ نبی نبوت سے معزول نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب

اس مشکل کو مجدد صدی چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ نے حل کیا ہے جنہوں نے مسئلہ ختم نبوت کو ایسا واضح کیا کہ آفتاب نصف النہار کی طرح اس کی صداقت روشن ہو گئی۔ افسوس ہے کہ اس شخص کی طرف خاتم النبیین کے یہ باطل معنی ’’کہ آئندہ نبی آپؐ کے اتباع سے بنا کریں گے‘‘ منسوب کئے گئے جس نے مسئلہ ختم نبوت پر جو کچھ دھندلا پن بھی پڑ گیا تھا اسے صاف کیا اور نہایت صفائی سے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔نہ

نیا اور نہ پرانا۔ یہاں میں صرف آپ کی چند عبارتیں بطور نمونہ نقل کرتا ہوں۔

''کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اِسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کے شرائط میں سے ہے آسکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کیساتھ لازم ہونی چاہئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر[ا] لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی'' (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

''اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فسادِ عظیم کا موجب ہے۔ اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا اور یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا۔'' (ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۴)

''اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدَّث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے۔'' (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵)

''اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرئیلؑ اُن پر نازل نہیں ہوں گے اور وہ بکلی مسلوب النبوت ہو کر اور امتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیلؑ لاویں۔ اور پھر چپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر

ا۔ یہ میاں صاحب والی مہر نہیں جس سے نبی بنتے ہیں۔

ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیلؑ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا'' (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

''اکیسویں آیت یہ ہے کہ ''ما کان محمدابااحدِ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین'' یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔'' (ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴)

,,قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پُرانا۔ کیونکہ رسول کو علم بتوسط جبرئیلؑ ملتا ہے اور بابِ نزولِ جبرئیلؑ بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

''اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔'' (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

''اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں ۔۔۔اور کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷)

''الاتعلم ان الرب الرحیم المستفضل سمی نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینافی قولہ لانبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظھور نبی بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجوزنا الفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقھا۔'' (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

ترجمہ:۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ربِ رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور طالبوں کے لئے اس کی تفسیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول لانبی بعدی میں بیان واضح سے کر دی ہے اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز قرار دیں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا بعد اس کے کہ وہ بند کر دیا گیا تھا۔

اس قسم کے حوالجات حضرت مسیح موعود کی کتب سے ایک بڑی تعداد میں پیش کئے

جاسکتے ہیں۔حضرت مسیح موعود کے ماننے والوں کیلئے تو آپ کے یہ بیانات سمجھ لینے کے لئے کافی ہیں کہ آپ ختم نبوت سے کیا مراد لیتے تھے دوسرے لوگ بھی اگر غور کریں تو انہیں اس بات کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں کہ جس صورت میں میاں صاحب نے نہایت درجہ کی جرأت سے حضرت محی الدین ابن عربی امام شعرانی، حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ وغیر ہم کی تحریرات کو اس طرح کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کی بات نکال لی اور باقی کو مخفی رکھا تو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کیساتھ وہی کارروائی ان کا کرنا کون سا مشکل کام تھا۔ایک اور نہایت لچر بات جس کی ایجاد کا سہرا میاں صاحب کے سر پر ہے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں مسئلہ نبوت پر منسوخ ہیں یعنی حضرت مسیح موعود جو قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی اور یہ کہ میرا ایمان ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔تو یہ سب جھوٹ ہے اور آپ کا ایمان باطل پر تھا۔نعوذ باللہ من ذلک ایک طرف مجدد، مسیح موعود و مہدی معہود کہا جائے اور دوسری طرف اسے باطل پر ایمان رکھنے والا قرار دیا جائے۔ افسوس! یہ حق فرزندی ہے جو میاں صاحب نے ادا کیا ہے۔یہ ۱۹۰۱ء کی تبدیلی محض ایک ڈھکوسلا ہے جس کو سوائے آنکھیں بند کر لینے والے مریدوں کے اور کوئی نہیں مان سکتا خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا ہی حضرت مرزا صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد بھی کرتے رہے کیا الوصیت ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریر نہیں جس میں لکھا ہے۔

''اسی نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہتے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔'' (صفحہ ۱۱)

کیا لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۱ء کے بعد کا نہیں جس میں لکھا ہے

''ختم نبوت آپؐ پر نہ صرف زمانہ کے تاجر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔''

کیا خود حقیقت الوحی میں صفائی سے تحریر نہیں فرمایا۔

'' آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔'' (صفحہ نمبر ۱۴۱)

پھر ضمیمہ صفحہ ۶۴ پر خود لفظ خاتم النبیین کی تشریح ان الفاظ سے کرتے ہیں

"وان رسولنا خاتم النبيين وعليه انقطعت سلسلة المرسلين فليس حق احدان يدعی النبوة رسولنا المصطفیٰ علی الطریقة المستقلة ومابقی احده الاکثرة المکالمة"، یعنی ہمارے رسولؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفیٰ ﷺ کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آپ کے بعد کچھ باقی نہیں رہا مگر کثرت مکالمہ"

کیا ان چاروں مقامات پر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے سوا کچھ اور کئے گئے ہیں؟ مگر ان تمام تصریحات کے باوجود یہ مشتہر کیا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہ کرتے تھے۔ افسوس تو یہ ہے کہ میاں صاحب کے مریدین کا طرز عمل اس کے مطابق ہے جو کسی نے کہا ہے۔ ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

ظلی اور بروزی نبوت

حضرت مرزا صاحب نے اگر ظلی اور بروزی نبوت اور فنافی الرسول کے مقام کا ذکر کیا ہے تو وہ اس میں منفرد نہیں۔ یہ وہی بات ہے جسے سب بزرگ کہتے رہے مگر جو شخص اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور یہ کہتا چلا جائے کہ ظلی بروزی نبوت بھی اصلی نبوت اور حقیقی نبوت ہوتی ہے اس کا کیا علاج ہے۔ آج تک دنیا میں کسی شخص نے ظل کو اصل اور مجاز کو حقیقت قرار نہیں دیا تھا مگر میاں صاحب اجرائے سلسلۂ نبوت کے شوق میں تمام دنیا کی اصطلاحات کو پھاند کر کہیں کے کہیں پہنچ گئے ہیں اگر ظلی نبوت نبوت ہے تو پھر یقیناً ظل اللہ، اللہ ہے۔ اور یہ اولیاء اللہ جب اپنے آپ کو رحمٰن کے اظلال قرار دیتے ہیں تو انہیں اللہ بھی ماننا چاہئے اور بادشاہ کو بھی خدا مان لینا چاہئے۔ اِس لئے کہ حدیث میں اِس کے لئے ظل اللہ کا لفظ آیا ہے۔ میاں صاحب اپنے مغالطہ پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم بھی حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو ظلی اور بروزی ہی مانتے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر وہ نبوت نہیں بلکہ ولایت ہے کیونکہ نبوت کا ظل ولایت ہے مگر یہ محض اصل عقیدہ کی پردہ پوشی کے لئے اور مریدین کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے ایک طریق سوچا گیا ہے کیونکہ میاں صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ ظلی بروزی کی اصطلاح خدا نے قائم نہیں کی بلکہ مرزا صاحب نے خود بنالی ہے۔

اسی مقدمہ میں جب میاں صاحب کے ایک خاص دوست اور سکریٹری یا ایڈیشنل سکریٹری ذوالفقارعلی خاں صاحب سے احمدیوں کے دونوں فرقوں میں اختلاف کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے جواب میں لکھوادیا۔

''احمدیوں کی دوسری پارٹی کو ہم احمدی مانتے ہیں وہ مرزاصاحب کو نبی مانتے ہیں لیکن وہ مرزاصاحب کو بروزی ظلی نبی مانتے ہیں۔''

جس سے صاف معلوم ہوا کہ میاں صاحب اوران کے خاص حواری فی الحقیقت مرزاصاحب کو بروزی ظلی نبی نہیں مانتے لیکن مریدابھی شاید سب کچھ برداشت نہیں کرتے اس لئے اس نئے مذہب کے پردے آہستہ آہستہ اٹھائے جاتے ہیں۔پس حضرت مرزاصاحب کا ظلی وبروزی نبوت کو باقی ماننایا کمالات نبوت کا اس امت میں ماننا۔اسی معنی میں ہے جس معنی میں شیخ اکبرؒ یا مجدد الف ثانیؒ مانتے ہیں۔ اور وہی مذہب سب امت کا ہے اوریہی بات حضرت مرزاصاحب ۱۹۰۱ء سے پیشتر لکھتے رہے جو ۱۹۰۱ء کے بعد لکھی مثلاً ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء) میں ہے۔

''اورنیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ہاں ایسا نبی جو مشکوۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اورفنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔''(صفحہ نمبر ۵۷۵)

اور ۱۹۰۱ء میں ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں جس کے ساتھ بزعم میاں صاحب پہلی کتابیں منسوخ ہوگئیں لکھا ہے۔

''پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اوراحمد نام رکھے جانے سے دومحمد اوردواحمد نہیں ہوگئے ۔اسی طرح بروزی طور پر نبی یارسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔''

اور ۱۹۰۱ء کے بعد لکھا ہے دیکھو چشمہ مسیحی

''اگرایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی والہام ونبوت

کا پا تا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی[1] کیونکہ وہ امتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں۔''

مہر نبوت

اب یہ مہر نبوت جس کے ٹوٹنے کا ذکر کیا ہے؟ کیا اس مہر نبوت سے سوائے اس کے کچھ اور مراد ہے کہ نبوت بند کر دی گئی ہے۔ اور کیا خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے سے یہاں انکار ہے یہاں صاف طور پر اقرار ہے۔ ہاں ایک دو موقع پر اس لفظ خاتَم سے حضرت صاحب نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ مہر کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض رسانی کی طرف اشارہ ہے مگر میاں صاحب نے اس عبارت حضرت مسیح موعود کو نقل کرنے میں تحریف کا کمال دکھایا ہے یہ عبارت میاں صاحب نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ کے حاشیہ سے نقل کی ہے۔

''اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتَم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔''

میاں صاحب نے اس عبارت کو جلی قلم سے نقل کر کے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہ کرتے تھے بلکہ میاں صاحب کی طرح یہ معنی کرتے تھے کہ آپ کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے لیکن اس امر کو الگ رکھ کر کہ یہاں صرف حصول کمالات نبوت کا ذکر ہے اور یہ وہی بات ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی لکھی ہے۔ کیا یہ خیانت نہیں کہ اس کے بعد کا وہ فقرہ جو اس عبارت کی تشریح کرتا تھا چھوڑ دیا گیا ہے۔

''اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' **یعنی میری امت کے علماء نبی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔''**

یہ کس قدر ظلم میاں صاحب نے اپنے مقدس والد پر کیا ہے کہ ان کی عبارت کو ایسے رنگ میں قطع و برید کر کے پیش کیا ہے جس سے مفہوم عین اس کے الٹ نکلے جو وہ کہنا چاہتے ہیں وہ تو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کے اتباع سے اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل بن جاتے ہیں اور میاں صاحب یہ مطلب ظاہر کرتے ہیں کہ آنحضرت کی مہر سے نبی بن

۱۔ یہ نبی بنانے والی مہر ہے یا نبیوں کو ختم کرنے والی؟

جاتے ہیں۔علما کا مثیل انبیاء ہونا ساری امت کا مذہب ہے مگر ان کا نبی ہونا۔وہ بات ہے جس کی تردید خود لفظ خاتم النبیین کرتا ہے۔میاں صاحب غور کریں کہ انہوں نے کن ہتھیاروں سے کام لیکر اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے۔اور یہ انہوں نے ایک آدھ جگہ نہیں کیا بلکہ سب بزرگوں کی عبارتیں نقل کرنے میں یہی کمال دکھایا ہے۔

اختتامِ نبوت اور فیض رسانی ایک دوسرے کے منافی نہیں

حضرت مسیح موعود نے اول سے لیکر آخر تک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی کئے ہیں اور اس کی صحیح اور واضح تفسیر لا نبی بعدہ کو ہی مانا ہے۔اور ختم نبوت کا صرف یہی مفہوم لیا ہے۔ہاں یہ صحیح ہے کہ آپ نے اس لفظ خاتم میں ایک اور اشارہ بھی مانا ہے یعنی کمالاتِ نبوی کی فیض رسانی مگر یہ میاں صاحب کے عدم تدبر کا نتیجہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان معنوں سے گویا پہلے معنی منسوخ ہوگئے۔آپ کی فیضِ رسانی کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے اور پچھلی میں بھی جس حقیقت الوحی میں فیض رسانی کی مہر کا ذکر ہے۔وہیں یہ بھی ذکر ہے کہ خاتم النبیین سے مراد سلسلہ نبوت کا انقطاع ہے۔اور یہ بھی کہ سب نبیوں کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ کو بھیجا حضرت مسیح موعود حقیقت الوحی میں ختم نبوت کے معنی سلسلہ نبوت کا انقطاع کرتے ہیں۔"وان رسولنا خاتم النبیین وعلیه انقطعت سلسلة المرسلین"اور پھر فرماتے ہیں "وما بقی بعده الا کثرة المکالمة"

پس آپ کے نزدیک کثرت مکالمہ اور نبوت یا رسالت ایک چیز نہیں ورنہ عبارت یوں ہوگی "وعلیه انقطعت سلسلة المرسلین ومابقی بعده الاالرسالة" یعنی آپ پر رسالت کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور آپ کے بعد سوائے رسالت کے کچھ باقی نہیں رہا۔جو بے معنی ہے جس طرح "لم یبق من النبوة الاالمبشرات"میں مبشرات کا عین نبوت ہونا ناممکن ہے۔اسی طرح "مابقی بعده الا کثرة المکالمة"میں کثرت مکالمہ کا نبوت ہونا ناممکن ہے اور پھر اس کے آگے لکھتے ہیں"وسمیت نبیامن اللّٰه علی طریق المجاز لاعلی وجه الحقیقة"اور میرا نام نبی صرف مجاز کے طور پر رکھا گیا۔نہ حقیقت کے رنگ میں۔اور خود ازالہ اوہام میں تحریر فرما چکے ہیں کہ مجازی طور پر نبی محدّث کو کہا جاتا ہے۔پس اس قدر وضاحت کے ہوتے ہوئے ایک عبارت سے وہ مطلب نکالنا جوان تمام وضاحتوں کے خلاف ہے بزرگان دین کی تحریروں کیساتھ

استہزا ہے۔ یہی استہزا میاں صاحب نے شیخ اکبرؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ، امام شعرانیؒ وغیرہ کی تحریروں سے کیا ہے۔ اور یہی وہ حضرت عیسیٰ موعود کی تحریروں سے کرتے ہیں۔ ایک لطیف بات کو جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے کم فہم مخالفین کو توجہ دلائی تھی۔ میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی اور پچھلی کھلی تحریروں کو خرد برد کرنے کیلئے بہانہ بنالیا۔

بلا شبہ خاتِم کی بجائے خاتَم اختیار کرنے میں ایک لطیف اشارہ ہے گو خاتِم اور خاتَم ہم معنی ہیں۔ میاں صاحب نے اسے نہ سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تو سب تحریروں کو جہاں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہیں اور وہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی ہیں اور پیچھے بھی منسوخ قرار دیا اور میری تحریر پر اعتراض کر دیا کہ میں نے گویا اپنا مذہب اب بدلا ہے۔ اور پہلے میں خاتم النبیین کے معنی وہی کرتا تھا جو میاں صاحب کرتے ہیں اب کچھ اور کرتا ہوں جس شخص میں غور و خوض کی عادت نہ ہو اور محض ایک بات کو لے بھاگنا اس کی عادت ہوگئی ہو وہ غالباً اس لطیف بات کے سمجھنے میں معذور ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی بھی ہیں اور اس میں لطیف اشارہ بھی ہے کہ نبوت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔

میاں صاحب نے میرے ترجمہ انگریزی کے نوٹوں پر بھی توجہ فرمائی ہے اور وہاں الفاظ Primarily اور Secondarily پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔ اگر میں اُن کو لغت کا حوالہ دوں تو شاید پھر ایک اور اسی قدر لمبے مضمون کی ضرورت انہیں پڑ جائے۔ اس لئے اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں میں نے دونوں معنی دیئے ہیں یعنی اول مہر اور دوم آخری اور یہ بھی سچ ہے کہ لفظ خاتَم کا مہر کے معنی میں زیادہ استعمال ہے اور آخری کے معنی میں کم اور یہی مراد ان الفاظ سے ہے جو میں نے اختیار کئے ہیں۔ اور خاتِم اور خاتَم دونوں قرأتیں ہیں مگر آج جو قرآن شریف دنیا میں پڑھا جاتا ہے اس میں قرأت خاتَم ہی ہے اور خاتِم کے مشہور معنی ختم کرنے والا ہیں گو اس کے معنی بھی مہر آتے ہیں۔ تو لفظ خاتَم کو جو ترجیح دی گئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مہر کسی چیز پر لگانے کا منشا یہ ہوتا ہے کہ اب اس میں اور چیز داخل نہ ہوگی۔ پس خاتَم النبیین میں آخری نبی مراد تو ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ مفہوم بھی موجود ہے کہ نبوت اب اپنے انتہائی نقطۂ کمال کو پہنچ گئی کہ اس میں اور کچھ داخل نہ ہوگا۔ بالفاظ دیگر نبوت کامل ہوگئی۔ اور ختم بھی ہوگئی۔ لفظ خاتَم اختیار کرنے سے

یہ مقصد حاصل نہ ہوتا اوراسی معنی سے حضرت عائشہؓ کا قول صحیح مانا جاسکتا ہے کہ خاتم النبیین کہو لانبی بعدہ نہ کہو۔ کیونکہ خاتم النبیین لانبی بعدہ کا مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے اور نبوت کے کمال کا مفہوم بھی اور لانبی بعدہ صرف ایک مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے یعنی نبوت کا ختم ہوجانا تو گویا آپ نے فرمایا کہ لفظ وہ اختیار کرو جواختتام نبوت کیساتھ کمال نبوت کو بھی ظاہر کرتا ہے اور حضرت صاحب نے جومہر کے لفظ سے فیض رسانی کی طرف اشارہ لیا ہے تو وہ اس لئے کہ لفظ خاتَم سے مہر مراد لیکر یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ جس چیز پر مہر لگ جاتی ہے اس سے باہر بھی کچھ نہیں نکل سکتا اور یوں فیض رسانی نبوت سے ہی انکار کر دیا جائے بلکہ یہ ایسی مہر ہے کہ جس نے جب نبوت کو ایسے کمال کو پہنچایا کہ اس کے اندراب کچھ اور داخل نہیں ہوسکتا تو اس کے ساتھ ہی اس کی فیض رسانی کو بھی کمال کو پہنچایا کیونکہ نبوت کی غرض ہی فیض رسانی ہے۔

اگر فیض رسانی نبوت میں نہ ہو تو وہ نبوت ہی نہیں۔ نبوت کی اصل غرض صرف یہی ہے کہ دوسروں کو اسی چشمہ سے سیراب کیا جائے جس سے نبی پیتا ہے اوران انوار سے منور کیا جائے جہاں سے نبی روشنی لیتا ہے۔ پس خاتم النبیین کی نبوت جس طرح کمال کو پہنچی اسی طرح اس کی فیض رسانی بھی کمال کو پہنچی۔ چنانچہ حقیقت الوحی میں آپ کے الفاظ بعینہٖ اسی مدعا کو ظاہر کرتے ہیں۔

امتی نبی

’’وہ خاتم الانبیاء ہے مگران معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اوراس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ اورمخاطبہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔۔۔ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پرختم ہوگئی مگرظلی نبوت جس کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی تاانسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔(۲۷و۲۸)

کس قدرخوبصورت بات تھی جسے بگاڑ کرکچھ کا کچھ بنایا گیا پھرلفظ امتی نبی سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ حالانکہ اس سے کیا مراد ہے۔ وہ خود حضرت مسیح موعود ازالہ اوہام میں بیان کر چکے ہیں۔

’’سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اورنبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدَّث میں ان دونوں شانوں

کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔غرض محدّ ثیت دونوں رنگوں سے رنگیں ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی'' (صفحہ ۵۳۳)

میاں صاحب کا بابیوں سے جاملنا

اب بالآخر میں میاں صاحب سے ایک سوال کرتا ہوں کہ جب انہوں نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے سے قطعی انکار ہی کر دیا تو وہ تشریعی نبوت کو قرآن شریف کی کس آیت کی رو سے ختم کرتے ہیں اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی تو ہیں مگر مراد صرف تشریعی نبیوں کے آخر ہیں تو وہ بابی عقیدہ سے الگ رہتے لیکن مطلق نبوت کے ختم ہونے کا انکار کر کے وہ پورے طور پر بابیوں سے جا ملے ہیں اگر وہ یہ کہیں کہ شریعت کا ختم ہونا ''اکملت لکم دینکم'' سے نکلتا ہے تو ان کے ایک حد تک ہم خیال میاں ظہیر الدین جواب دیتے ہیں کہ اسی قسم کے الفاظ تو شریعت موسوی کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ''تماماً علی الذی احسن''اور میاں صاحب کے اپنے مرید بھی یہ دلیل دیا کرتے ہیں۔اور میں کہتا ہوں کہ کیا شریعت کے کمال کو پہنچنے سے آئندہ شریعت کا بند ہونا لازم ہے اگر ہے تو نبوت کے کمال کو پہنچنے سے آئندہ نبوت کا بند ہونا بھی لازم آتا ہے اور یہ ان پر اتمام حجت ہے۔اگر وہ چاہیں تو اس سے بھی انکار کر کے اپنے لئے بالکل ایک جداگانہ مذہب اختیار کر لیں۔یا بابیوں کے ساتھ جاملیں۔

خاتم النبیین کے معنی کے متعلق میں نے لغت سے پورا ثبوت دے دیا ہے کہ اس کے معنی آخری نبی ہی کئے جاتے تھے۔اور میاں صاحب نے آج تک ایک بھی لغت کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا کہ خاتم النبیین کے معنی ہوتے ہیں ''وہ نبی جس کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں'' یا خاتم القوم کے معنی ہوتے ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے قوم بن جائے۔ایسا ہی میں نے نو مختلف احادیث سے خاتم النبیین کے معنی پر شہادت پیش کی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس قسم کی احادیث کی تعداد چالیس تک پہنچی ہوئی ہے۔جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو بتصریح بیان کیا گیا ہے لیکن میاں صاحب نے آج تک ایک بھی ایسی حدیث پیش نہیں کی جس سے یہ معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔بزرگان دین

اورحضرت مرزا صاحب کے اقوال سے میں نے دکھایا ہے کہ وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے قائل ہیں سوائے اس کے کہ حضرت عیسیٰؑ کا آنا جن لوگوں نے مانا ہے تو انہیں یا اس لحاظ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ وہ پہلے پیدا اور مبعوث ہو چکے ہیں۔ جو غلط توجیہہ ہے اور یا انہیں محض مجدد قرار دیا ہے جو صحیح ہے مگر خود حضرت عیسیٰؑ ایک نبی کا نبوت سے الگ ہو کر مجدد ہونا صحیح نہیں جس غلطی کو حضرت مرزا صاحب نے ختم کر دیا مگر میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو شامل کر کے ایک بزرگ کا قول بھی نہیں دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ اصل تو میں قرآن وحدیث کو سمجھتا ہوں لیکن میاں صاحب پر اتمام حجت کے لئے یہ سب شہادتیں پیش کی ہیں اور میرا ان سے یہ مطالبہ ہے کہ جو معنی وہ خاتم النبیین کے کرتے ہیں اس کی ایک ہی سند حدیث سے، لغت سے اور اقوال ائمہ سے دکھا دیں۔

میاں صاحب ۱۹۱۱ء میں خاتم النبیین سے مراد آخری نبی لیتے تھے

بالآخر میاں صاحب اور ان کے مریدین پر اتمام حجت کیلئے صرف ایک تحریر میاں صاحب کی پیش کرتا ہوں۔ میاں صاحب غور فرمالیں کہ کبھی وہ خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے اور خاتم النبیین کے انہی معنوں کے قائل تھے اور اس پر بہت زمانہ نہیں گذرا۔ ۱۴/مارچ ۱۹۱۱ء کے الحکم میں میاں صاحب کی اپنی تحریر عنوان خاتم النبیین کے ماتحت چھپی ہوئی موجود ہے جس میں خاتم النبیین کے یوں معنی کئے ہیں۔

''اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔''

غالباً اس وقت لغت میں بھی یہ معنی لکھے ہوں گے کیونکہ گو میاں صاحب یہ کہہ دیں کہ حضرت مسیح موعود آخر عمر تک غلطی پر رہے یا دعوی مسیح موعود کے ۱۲/سال بعد تک نبی اور محدث دونوں کے معنی نہ جانتے تھے مگر اپنی نسبت وہ ایسا لفظ استعمال نہیں کر سکتے کہاں خاتم النبیین سے مراد ہر قسم کی نبوتوں کا ختم کرنے والا اور کہاں یہ کہ آئندہ آپ کے اتباع سے نبی بنا کریں گے اور اس سے بھی واضح تحریر اسی لفظ خاتم النبیین کی تشریح میں میاں صاحب نے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان بابت اپریل ۱۹۱۰ء میں اپنے مضمون نجات میں لکھی ہے۔ جہاں لکھا ہے۔

''پھر چوتھی آیت جس میں آنحضرت کے عہدہ کی میعاد بیان کی گئی ہے کہ کب تک آپ کا مذہب قائم رہے گا یہ ہے ''ما کان محمدابا احدمن رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین و کان اللّٰہ بکل شئی علیما''(سورہ احزاب، آیت ۴۰) یعنی نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور رسول بھی کیسے کہ ''خاتم النبیین'' ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے اور کوئی ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں آئے گا جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کردے اور نئی شریعت جاری کرے بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی اور پرہیز گار لوگ ہوں گے سب کو آپ کی غلامی میں ہی ملے گا۔ جو کچھ ملے گا اس طرح خدا تعالیٰ نے بتادیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئیگا بلکہ اب ہمیشہ کیلئے آپ کی ہی تعلیم جاری رہے گی اور یہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوگی جو اس سے باہر نکلے گا وہ درگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکے گا۔

''اس جگہ ایک اور نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''کان اللّٰہ لکل شئی علیما''۔ مگر بظاہر اس جگہ اس کا جوڑ کوئی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر باتیں بیان فرمائی ہیں وہ ظاہر ہیں ان کے لئے یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے کچھ ضروری نہ تھا۔ سو اصل بات یہ ہے یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیش گوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گذرے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور جنہوں نے بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں بلکہ کوئی صدی نہیں معلوم ہوتی کہ جس میں ایک نہ ایک جگہ مدعی نبوت نظر نہ آتا ہو۔ چنانچہ کرشن، رام چندر، بدھ، کنفیوشس، زرتشتؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ تو ایسے ہیں کہ جن کے پیرو اب تک دنیا میں موجود ہیں۔ اور بڑے زور سے اپنا کام کررہے ہیں اور ہر ایک اپنی ہی سچائی کا دعویٰ پیش کرتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کرکے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے کامیاب ہوئے (جن کو ہم

تو سچا ہی سمجھتے ہیں) مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہوگیا۔اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہوسکتا ہے کہ آپ کے دعویٰ کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا۔پس اسکی طرف اشارہ تھا کہ ''کان اللّٰہ بکل شئی علیما'' یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کریگا کہ ہم اس کو ہلاک نہ کردیں۔چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو مگر اس طرح نہیں کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو اور لاکھ دو لاکھ آدمی اس کے پیرو ہوگئے ہوں بلکہ ایسا آدمی کہ جس نے آنحضرت یا اس سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو مگر کوئی نہیں جو ایسی نظیر پیش کرسکے۔''

اب اس تحریر میں دو باتیں صاف ہیں۔اول یہ کہ جہاں یہ لکھا ہے کہ'' آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئیگا ،جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے'' ساتھ ہی بڑھایا ہے'' بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے''تو معلوم ہوا کہ حقیقتاً اس وقت میاں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اولیاء کا ہونا مانتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اولیاء میں سے ہی مانتے تھے نہ انبیاء میں سے اور اگر انہوں نے کبھی لفظ نبی یا رسول بھی آپ کے متعلق استعمال کیا تو وہ صرف انہی معنوں میں تھا جن معنوں میں انہوں نے دوسرے بزرگوں کا بڑے بڑے انبیاء کے مرتبہ پر پہنچ جانا مانا ہے یعنی مجاز اور استعارہ کے طور پر۔جس کی دلیل انہوں نے ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' دی ہے گویا حقیقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اولیاء ہیں نہ انبیاء اور یہ بالکل صحیح اور بعینہٖ اس کے مطابق ہے جو حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ'' صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدَّث ہیں'' اور دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت تک میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو مدعی نبوت نہ سمجھتے تھے کیونکہ وہ صاف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں کوئی مدعی نبوت نہیں ہوا جو ناکام نہ ہوا ہو اور آئندہ کے لئے بھی یہی فیصلہ ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیگا۔اور کوئی جھوٹا

آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کرے گا کہ ہم اس کو ہلاک نہ کردیں'' جس میں صاف مان لیا ہے کہ اب نہ کوئی سچا نبی ہوسکتا ہے اور نہ جھوٹا دعویٰ کر کے کوئی شخص کامیاب ہوسکتا ہے اور للکار کر دعویٰ کیا ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔ امید ہے میاں صاحب اپنی اس دلیل کو اپنے ساکت کرنے کے لئے خود ہی کافی سمجھ لیں گے۔

خلاصہ مطلب

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ میاں صاحب نے کہا تھا کہ خاتم النبیین کے معنی لغت میں آخری نبی نہیں اور جو معنی وہ خود کرتے ہیں یعنی ایسا نبی جس کے اتباع سے نبی بنا کریں گے وہ صراحت سے اور بلا تاویل لغت میں موجود ہیں مگر میں نے لغت کی تقریباً سب کتابوں سے اور احادیث سے اور اقوال ائمہ سے دکھایا ہے کہ وہ سب کے سب خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتے ہیں اور یہی معنی حضرت مسیح موعود بھی کرتے ہیں میاں صاحب نے اپنے معنی پر ایک ٹوٹی ہوئی سند بھی پیش نہیں کی۔ نہ لغت کا محاورہ پیش کیا نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ کا قول پیش کیا کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں ایسا نبی جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔

خاتَم کے معنی مہر ہوں یا آخری۔ خاتَم النبیین کے معنی دونوں صورتوں میں آخری نبی ہیں۔ اب یا تو میاں صاحب اپنے معنی کسی حدیث سے ثابت کریں۔ یا کم از کم ائمۂ دین کے اقوال سے ہی دکھا دیں یا یہ دکھا دیں کہ لغت عرب میں یہ محاورہ تھا کہ وہ خاتم القوم کے معنی کیا کرتے تھے ایسا شخص جس کے اتباع سے قوم بنے اور ایک قوم کا آخری شخص اس کے معنی نہ کرتے تھے صرف اسی صورت میں وہ اپنے بیان میں سچے ٹھہر سکتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اسی بحث سے مسئلہ نبوت کا فیصلہ ہو جاتا ہے کیونکہ اگر خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا مسئلہ خود بخود طے ہو جاتا ہے آخری نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

محمد علی

احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حضرت مرزاغلام احمد صاحب قادیانی کے بارے میں۔جنہوں نے ذیل کے عقائد اور خیالات کا اظہار وقتاً فوقتاً اپنی زندگی میں اپنی تحریروں میں کیا کہ آیا۔ان عقائد کو رکھتے ہوئے ان خیالات کے اظہار کی وجہ سے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا مسلمان۔

یعنی اول ۱۳۰۰ء ہجری میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کا مجدد مقرر فرمایا ہے ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

''اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجددِ وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابنِ مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے اور اس کو خاص انبیاء ورسل کے نمونہ پر محض ببرکت متابعت حضرت خیرالبشر وافضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت وبرکت ہے اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد وحرمان ہے۔''

پھر اس کے کوئی سات آٹھ سال بعد جب ان کی قبولیت عام طور پر پھیل چکی تھی انہوں نے یہ شائع کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔اور ان کی وفات قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔اور احادیث میں جو عیسیٰ ابن مریم کے آنے کا ذکر ہے۔وہ پیشگوئی صحیح ہے مگر اس سے مراد اسی امت کے ایک مسیحی صفت انسان کا آنا ہے۔جب اسلام کی حالت دنیا میں بنی اسرائیل کی اس حالت کے مشابہ ہوگئی جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں تھی اور دجّال اور یاجوج ماجوج وغیرہ کے خروج اور غلبہ سے مراد مسیحی عقائد باطلہ کا پھیل جانا اور عیسائی اقوام کا دنیا میں غلبہ ہے۔اور کہ وہ سب پیشگوئیاں جو آخری زمانہ کے متعلق احادیث نبویہ میں ہیں سچی ہیں اور پوری ہو چکی ہیں اور کہ میں وہ مثیلِ مسیح ہوں جس کے آنے سے مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا:۔

''اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھے تو اس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کیلئے محدَّث ہو کر آیا ہے اور محدَّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔''

''اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے تو میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کا بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کیلئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں''

صرف ایک جزوی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدَّثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات سیدنا و مولینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ''فاعلم ارشدك اللّٰه تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار وحصول نوع من انواع النبوت وقد قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم مایبق من النبوت الا المبشرات له لم یبق من انواع النبوت الا نوع واحد وهی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقة والمکاشفات الصحیحة والوحی

الذی ینزل علیٰ خواص الاولیاء فانظر ایھاالناقدالبصیرالفھیم من ھذاسدباب النبوت علیٰ وجہ کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوت التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قدانقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیھاالاالمبشرات فھی باقیۃ الیٰ یوم القیامۃ لا انقطاع لھاابداوقدعلمت وقرأت فی کتب الحدیث ان الرویا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ ای من النبوۃ التامۃ فلما کان للرؤیا نصیباً من ھذاالمرتبۃ فکیف الکلام الذی یوحی من اللّٰہ تعالیٰ الیٰ قلوب المحدثین فاعلم ایدک اللّٰہ ان حاصل کلامنا ان ابواب النبوۃ الجزئیۃ مفتوحۃ ابداً ولیس فی ھذاالنوع الا المبشرات والمنذرات من الامورالمغیبۃ واللطائف القرآنیۃ والعلوم اللدنیۃ واماالنبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقدآمنابانقطاعھا من یوم نزل فیہ وماکان محمدٌ ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔“

اِن عبارات سے بعض علماء نے یہ سمجھا کہ یہ شخص نبوت کادعویٰ کرتا ہے اور چند اور اعتراضات بھی آپ کی بعض عبارتوں پرکرکے آپ پرکفرکافتویٰ لگایا گیا۔جس کاجواب آپ کی طرف سے بالفاظ ذیل دیا گیا۔

”اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی، ملائک کامنکر، بہشت ودوزخ کا انکاری۔ اور ایسا ہی وجود جبرئیل اورلیلۃ القدراورمعجزات ومعراج نبوی سے منکر ہے۔

لہٰذا میں اظہاراً للحق عام وخاص اورتمام بزرگوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسرافتراء ہے۔نہ میں نبوت کامدعی ہوں اورنہ معجزات اورملائک اورلیلۃ القدروغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اورجیسا کہ سنت وجماعت کاعقیدہ ہے۔ان سب باتوں کو مانتا ہوں جوقرآن اورحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اورسیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وختم المرسلین کے بعدکسی دوسرے مدعی نبوت اوررسالت کوکاذب اورکافر جانتا ہوں۔ میرایقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اورجناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پرختم ہوگئی۔”امنت باللّٰہ وملائکتہٖ

و کتبہٖ و رسلہٖ ۔ ۔ ۔ والبعث بعدالموت و اٰمنت بکتاب اللّٰہ العظیم القراٰن الکریم ‘‘اس میری تحریر پر ہرایک شخص گواہ رہے۔اور خداوند علیم و سمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں۔‘‘

اور ایسا ہی یہ بھی شائع کیا۔

دوسرے الزامات جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری ہے۔اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔اور میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام سے جو ایسے اعتراضات نکالے گئے ہیں۔ یہ نکتہ چینوں کی سراسر غلطی ہے۔اب میں یہ مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں نے جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔اور جو شخص نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات اور لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ بدقسمتی سے بعض کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ لیا ہے ان اوہام کے ازالہ کیلئے عنقریب ایک مستقل رسالہ تالیف کر کے شائع کروں گا۔غرض میری نسبت جو بجز میرے دعویٰ وفات مسیح اور مثیلِ مسیح ہونے کے اور اعتراض تراشے گئے ہیں وہ سب غلط اور ہیچ اور صرف غلط فہمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔‘‘

کتاب ازالہ اوہام جن کا آپ کی اس تحریر میں حوالہ موجود ہے۔اس میں ذیل کی تصریحات موجود ہیں اس کے صفحہ ۴۲۱ پر اس الزام کو نقل کر کے کہ ’’نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔جواب بالفاظ ذیل دیا ہے۔

’’نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدَّثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔اور اس میں کیا شک ہے کہ محدَّثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس صورت

میں رویاء صالحہ میں نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔تو محدؔثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا۔‘‘

پھر اس کتاب کے صفحہ ۵۳۴ پر لکھا ہے:۔

’’کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ۔جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آ سکتا۔کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں۔جس نے احکام وعقائد دین جبرئیلؑ کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی ہے۔کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔‘‘

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۷۷ پر فرمایا ہے:۔

’’ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے۔اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیلؑ لادیں اور پھر چپ ہو جائیں۔یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی۔تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیلؑ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔‘‘

اور پھر صفحہ ۷۶۱ پر ہے:۔

’’قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔خواہ وہ نیا رسولؐ ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین، بتوسط جبرئیلؑ ملتا ہے اور باب نزولِ جبرئیلؑ بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔‘‘

اب ظاہر ہے کہ اگر ایک مصنف کی ایک عبارت متشابہ ہو تو دوسری واضح عبارتیں متشابہ

الفاظ کے معنی کوبھی واضح کردیں گی اور جس قدر وضاحت سے ان عبارات میں ختم نبوت کے عقیدہ کا اقرار موجود ہے اور مدعی نبوت کو کافر اور کاذب بتایا ہے۔اس سے بڑھ کر تصریح ممکن نہیں۔ یہ وضاحت ایک دو کتابوں میں نہیں بلکہ آپ کی ساری تحریروں میں نظر آتی ہے اور بار بار آپ نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے۔نمونہ کے طور پر میں بہت تھوڑے حوالجات پر اکتفا کرتا ہوں۔

''نہ مجھے دعویٰ نبوت وخروج از امت اور نہ میں منکر معجزات وملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا ہو۔اور قرآن کریم کا ایک لفظ یا شعشہ منسوخ نہیں ہوگا۔ہاں محدَّث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔'' (نشان آسمانی صفحہ ۲۹)

۱۸۹۲ء میں لاہور میں ایک مباحثہ کے اثنا میں جب آپ نے یہ کہا کہ مجھے نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں تو ذیل کی تحریر بطور اقرار نامہ کے لکھی گئی اور شائع کی گئی:۔

''تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام،توضیع مرام وازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدَّث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدَّثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدَّثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید ومولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ لفظ شاق گزرتے ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدَّث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔''

وبعزۃ اللّٰہ وجلالہ انی مؤمن مسلم واؤمن باللّٰہ وکتبہٖ ورسلہٖ وملائکتہٖ و

البعث بعدالموت وبان رسولنا محمدالمصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم افضل المرسل وخاتم النبیین وان ھوء لآء قدافتروا علی وقالواان ھذاالرجل یدعی انہ نبیٌ ویقول فی شان عیسیٰ ابن مریم کلمات الاستخفات (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸)

”ومن اعتراضات المکفرین انھم قالواان ھذاالرجل ادعی النبوۃ وقال انی من النبیین،اماالجواب فاعلم یااخیؔ انی ما ادعیت النبوۃ وماقلت لھم انی نبیٌ ولکن تعجلوا واخطائوافی فھم قولی ۔۔۔وماقلت للناس الا ما کتبت فی کتبی من اننی محدث ویکلمنی اللّٰہ کمایکلم المحدثین واللّٰہ یعلم انہ اعطانی ھذاالمرتبۃ فکیف ارد ما اعطانی اللّٰہ ورزقنی من رزق اعرض عن فیض رب العالمین وماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین وھاانني لااصدق الھاماًمن الھاماتی الا بعدان اعرضہ علی کتاب اللّٰہ واعلم انہ کلمایخالف القراٰن فھو کذب والحاد وزندقۃ فکیف ادعی النبوۃ وانامن المسلمین“(حمامۃ البشریٰ)

”وقداستصعب الفرق بین التحدیث والنبوۃ علی بعض الناس فالحق ان بینھما فرق القوۃو الفعل کمابینت اٰنفاً فی مثال الشجرۃ وبذرھافخذھا منی و لاتخف الااللّٰہ(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۹۲،۲۹۳ مترجم عربی مع اردو)

”فانظراین ھذاواین ادعاء النبوۃ فلاتظن یااخی انی قلت کلمۃ فیہ رائحۃ ادعاء النبوۃ کمافھم المتھورون فی ایمانی وعرضی بل کلما قلت انما قلتھاتبییناً لمعارف القراٰن ودقائقہٖ وانماالاعمال بالنیات ومعاذاللّٰہ ان ادعی النبوۃ بعد ماجعل اللّٰہ نبینا وسیدنامحمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین .“(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۹۴ مترجم عربی مع اردو)

”جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔تم نے نہیں پڑھا کہ محدَّث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیاقراٴت ولامحدَّث کی یاد نہیں رہی۔پھر یہ کیسی نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں ہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے، یہ سچ

ہے کہ وہ الہام جوخدانے اپنے اس بندے پر نازل فرمایا۔اس میں اس بندے کی نسبت نبی اوررسول اورمرسل کےلفظ بکثرت موجود ہیں۔سو یہ حقیقی معنوں پرمحمول نہیں ولکل ان یصطلح سوخدا کی یہ اصطلاح ہے جواس نے ایسےلفظ استعمال کئے۔''

''ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے۔اور نہ پرانا۔قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔۔۔عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو یہ کیوں حرام ہوگیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یادنہیں رہا۔انصافاً دیکھو کیا یہی کفر کی بنا ہے۔اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو کہ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے''(سراج منیر ص۲و۳)

کیا ایسا بدبخت مفتری جوخود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول الله و خاتم النبیین کوخدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کا استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں''(حاشیہ انجام آتھم ص۲۷)اوراس کے آگے صفحہ ۲۸ پر ہے

''لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ

نکلا ہے۔وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جوصوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اورایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟۔

''افترا کے طور پرہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہےاور گویا ہم معجزات اورفرشتوں کے منکر ہیں لیکن یادرہے کہ یہ تمام افتراء ہیں ہماراایمان ہے کہ ہمارے سیدو مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔اور یہ کہ ہم فرشتوں اور معجزات اورتمام عقائد اہل سنت کے قائل ہیں''(کتاب البریہ صفحہ۸۲و۸۱)

ان تمام حوالجات کے بعد جن میں ایسی صراحت ہے کہ اس سے بڑھ کر صراحت ممکن نہیں۔انکارنبوت کیا ہے۔کسی مزید تحقیق کی ضرورت نہیں رہتی مگر مزید صفائی کے لئے میں آپ کی اس کتاب کے بھی چند حوالجات پیش کرتاہوں جوآپ کی آخری تصنیفات میں سے ہیں۔یہ کتاب حقیقت الوحی ہے اس کاایک ضمیمہ ہے جواستفتاء کے طور پرہے اورجس میں علمائے اسلام سے فتویٰ طلب کیا گیاہے کہ ان خیالات کے شخص کے بارے میں آپ لوگوں کا کیافتویٰ ہے۔اس استفتاء میں آپ نے ذیل کے الفاظ لکھے ہیں:۔

''ویقول ان اللّٰہ سمانی نبیابوحیه و کذلك سمیت من قبل علی لسان رسولنا المصطفی ولیس مراده من النبوة الاکثرة مکالمة اللّٰہ و کثرة انباء من اللّٰہ و کثرة مایوحی ویقول مانعنی من النبوة مایعنی فی الصحف الاولی بل ھی درجة لاتعطی الامن اتباع نبینا خیرالوری ''اوراس کے نیچے یہ حاشیہ دیا ہے:۔

''ذکرت غیرمرة ان اللّٰہ مااردمن نبوتی الاکثرة المکالمة والمخاطبة وھو مسلم عنداکابراھل السنة فالنزاع لیس الانزاعاً لفظیا فلاتستعجلوایااھل العقل والفطنة ولعنة اللّٰہ علی من ادعی خلاف ذلك مثقال ذرة''(حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ۱۶)

''والنبوة قدانقطعت بعدنبیناصلی اللّٰہ علیه وسلم ولاکتاب بعدالفرقان الذی ھوخیرالصحف السابقة ولاشریعة بعدالشریعة المحمدیة بیدانی سمیت نبیا علی لسان خیرالبریدوذلك امرظلی من برکات المتابعة وما اریٰ فی نفسی خیراووجدت کلماوجدت من ھذه النفس المقدسة وماعنی اللّٰہ من نبوتی الاکثرة المکالمة والمخاطبة ولعنة اللّٰہ علی من اراد فوق ذلك اوحسب نفسه شیئا اواخرج عنقه من

الـربـقة الـنبـوية وان رسولنا خاتم النبيين وعليه انقطعت سلسلة المرسلين فليس حق احدان يـدعـى النبوة بعدرسولناالمصطفىٰ على الطريقة المستقلة ومابقى بعده الاكثرة الـمـكـالمة وهو بشرط الاتباع لابغير متابعة خيرالبريد ووالله ماحصل لى هذا المقام الامـن انوار اتباع الاشعة المصطفوية وسميت نبياً من الله على طريق المجاز لاعلى وجه الحقيقة (الاستفتاءضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ۶۴)

یہاں نہ صرف صفائی سے یہ کہا ہے کہ میرا نام نبی بطور مجاز رکھا گیا ہے نہ بطور حقیقت بلکہ نبوت اور رسالت کو صاف الفاظ میں منقطع قرار دے کر اس کے بعد کثرت مکالمہ کو باقی کہا ہے۔ پس لازماً کثرت مکالمہ نبوت اور رسالت نہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کے پیروؤں کا ایک گروہ ان کو نبی کہتا ہے تو یہ ایک ایسا امر ہے جس کی نظیریں انبیاء اور اولیاء میں بکثرت ملتی ہیں کہ ایک بزرگ کے پیروؤں نے اس کے مرتبہ میں غلو کیا ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کا غلو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کس حد کو پہنچا ہے کہ کُل کے کُل عیسائی ایک اللہ کے نبی کو جو خدا کی توحید کی تعلیم دینے آیا تھا۔ خود خدا مانتے ہیں۔ پھر خود اس امت میں کتنے بزرگوں کے کلمات مجازی سے یا اور وجوہ پڑھو کر کھا کر ان کے مداحوں نے ان کے مرتبہ میں غلو کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے پیروؤں کو خود غلو سے روکا چنانچہ آپ کا ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء کا خط الحکم میں چھپا ہوا موجود ہے۔

''ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئے اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولـٰکـن رسـول الـلّٰـه وخاتم النبيين اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ

ہوناہے۔جوشخص انکار میں حد سے گزرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جوشیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گزر جاتا ہے۔‘‘

اصل بات جوحضرت مرزا صاحب کی تمام تحریروں میں صاف نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ میرے الہامات میں جولفظ نبی یارسول آیا ہے۔یا کسی حدیث میں جوآنے والے مسیح کو نبی کہا ہے۔تو یہ استعمال لفظ کا محض بطور مجاز اوراستعارہ کے ہے اور محدَّث کو مجاز کے طور پر نبی کہا جاسکتا ہے۔یہی مذہب آپ کا اپنی سب سے پہلی کتاب ازالہ اوہام میں ہے اور یہی آخری کتاب حقیقت الوحی میں ہے۔پس اصل سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ آیا ایک شخص جوایک مرتبہ نہیں بار بار نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع قرار دیتا ہے اوراس کے اپنے الہامات میں یا کسی اورجگہ جواس کے متعلق لفظ نبی آیا ہے اسے محض مجاز اوراستعارہ قرار دیتا ہے۔کیا اس کو مدعی نبوت قرار دیا جاسکتا ہے۔اور پھر جب وہ اس کے شواہد بھی پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن شریف میں ’’واضرب لھم مثلاً اصحاب القریة اذجاء ھا المرسلون ‘‘میں حضرت عیسیٰ کے حواریوں پر جو رسول نہ تھے۔لفظ مرسل بطور مجاز بولا گیا ہے۔حالانکہ حواریوں کواللہ تعالیٰ کی وحی بھیجنے کا بھی ذکر ہے۔جیسا کہ فرمایا۔ واذاوحیت الی الحواریین مگر باوجودوحی پانے کے مرسل کا لفظ ان کے لئے محض بطور مجاز بولا گیا ہے۔نہ حقیقت کے رنگ میں اوراولیاء کے کلام میں مولانا روم کے اس کلام کو پیش کرتا ہے۔ ؎ اونبیٔ وقت باشداے مرید۔

مُرشد کو مجازاً نبی وقت کہہ دیا ہے اور پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے نبوت تشریعی کو جوانبیاء علیہم السلام کوعطا ہوتی ہے الگ کرکے بیان کیا ہے اور نبوت عامہ کوجس سے مراد محض اس لفظ کے لغوی معنی یعنی اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی ہے۔جاری مانا ہے فالنبوة ساریة الی یوم القیامة فی الخلق وان کان التشریع قد انقطع ‘‘اورحضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا قول کتاب المواقیت والجواہر میں یوں نقل کیا ہے:۔

اوتی الانبیاء اسم النبوة واوتینااللقب (جلد۲صفحہ۳۹) جنکی تشریح یہی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے راز اپنے اولیاء پرکھولتا ہے اوراللہ تعالیٰ سے اس امت کے اولیاء کی ہمکلامی حدیث صحیح سے ثابت ہے عن ابی ھریرة قال قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء فان یك فی

امتی احد منهم فعمر ‘‘ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں میں جو تم میں سے پہلے بنی اسرائیل میں سے تھے ایسے لوگ ہوتے تھے جن سے مکالمہ ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں سوا گر میری امت میں ان میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے اور بلحاظ لفظ کے لغوی یا مجازی معنی کے ہے (نہ کہ اس کے حقیقی اور اصطلاحی معنی سے) سلف میں سے بعض نے حضرت حوّاؑ اور حضرت آسیہ اور حضرت موسیٰؑ کی والدہ اور حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ اور مریم کو نبی کہا ہے۔ بالخصوص حضرت مریم کی نبوت کے بارے میں قول مشہور ہے جیسا کہ روح المعانی میں زیر تفسیر آیت یامریم ان اللّٰه الصطفاك وطهرك لکھا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے یؤتی الحكمة من يشاء کی تفسیر میں الحكمة سے مراد النبوة مروی ہے کہ وہاں بھی لغوی یا مجازی معنی مراد ہیں۔ نہ اصطلاحی جس کی تائید میں روح المعانی میں بیہقی کی روایت کو جو ابوامامہ سے مروی ہے نقل کیا ہے۔ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم من قرأ ثلث القراٰن اعطیٰ ثلث النبوة ومن قرأ القراٰن نصف القراٰن اعطیٰ نصف النبوة ومن قرآ ثلثيه اعطیٰ ثلثی النبوة ومن قرأ القراٰن كله اعطیٰ كل النبوة ‘‘یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک تہائی قرآن پڑھا۔ اس کو ایک تہائی نبوت دی گئی اور جس نے نصف قرآن پڑھا اس کو نصف نبوت دی گئی۔ اور جس نے دو تہائی پڑھا اس کو دو تہائی نبوت دی گئی اور جس نے کل قرآن پڑھا اسے ساری نبوت دی گئی۔ اور بلحاظ لفظ نبی کے لغوی یا مجازی معنی کے ہی ایک حدیث میں خالد بن سنان کو نبی کہا گیا ہے کیونکہ قرآن شریف اور احادیث سے صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور خالد بن سنان کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس قدر قریب ہے کہ لکھا ہے کہ اس کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

پس جس صورت میں کسی لفظ کا مجازی استعمال یا لغت کے معنی کے لحاظ سے استعمال اصولاً جائز ہے اور خود لفظ مرسل مجازی معنی میں قرآن شریف میں استعمال ہوا ہے اور لفظ نبی کا استعمال مجازی معنی میں یا لغوی معنی میں نہ صرف اولیاء اللہ کے کلام میں موجود ہے بلکہ خود حدیث شریف میں بھی موجود ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب شروع سے آخر تک اپنے الہامات وغیرہ میں اس لفظ کے آجانے

کوبطور مجاز اور استعارہ قرار دیتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی لکھتے رہے۔ تو کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے، ان کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا صحیح ہے حالانکہ کسی شخص کو کافر قرار دینے کیلئے اس کے صریح کفریہ الفاظ ہونے چاہئے۔ بینوا وتوجروا۔

اور اگر حضرت مرزا صاحب نے صراحت سے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے اور اسی طرح صراحت سے لفظ نبی یا نبوت کا استعمال بطور مجاز کیا ہے۔ اور صفائی سے لکھدیا ہے کہ ''میری نسبت جو بجز میرے دعویٰ وفات مسیح اور مثیل مسیح ہونے کے اور اعتراض تراشے گئے ہیں۔ وہ سب غلط اور ہیچ اور صرف غلط فہمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں''۔ تو اب سوال صرف اس قدر رہ جاتا ہے کہ کیا ایک شخص کو اس وجہ سے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتا ہے اور اپنے آپ کو مثیلِ مسیح کہتا ہے۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ ائمہ اہل سنت والجماعت میں سے ایک امام کا یہ مذہب بھی حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کا جیسا کہ مجمع البحار میں لکھا ہے والاکثرون علیٰ ان عیسیٰ لم یمت وقال مالك مأت اور اکمال المعلم، شرح صحیح مسلم میں نزولِ عیسیٰؑ کی بحث میں بھی صاف لکھا ہے کہ عتبیہ میں ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کا مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے۔ چنانچہ اس کے لفظ یہ ہیں الاکثر علیٰ انہٗ لم یمت ولکن رفع وفی العتبية قال مالك مات عیسیٰ ابن مریم ثلاث وثلاثین سنة یعنی اکثر لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ وفات نہیں پائے بلکہ اٹھائے گئے اور عتبیہ میں امام مالک کا قول ہے کہ عیسیٰ ۳۳ رسال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ٹھہرا۔

جس کی وجہ سے کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا اور نزولِ حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئیوں کو مان کروہ تاویل بھی کافر نہیں بناسکتی۔ جو حضرت مرزا صاحب نے کی ہے کہ اس سے مراد ایک مثیلِ مسیح کا اس امت میں ظاہر ہونا ہے کیونکہ اگر وفات کا عقیدہ تسلیم کیا جائے تو نزول کی پیشگوئیوں سے مراد سوائے مثیل کے آنے کے اور کچھ نہیں لی جاسکتی۔

اس کے علاوہ جو کچھ باتیں حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کی جاتی ہیں کہ نعوذ باللہ وہ خدائی کے مدعی تھے وغیرہ۔ یہ سب محض افتراء ہیں اور چونکہ یہ محض جہلا کی باتیں ہیں۔ اس

لئے علمائے کرام کے سامنے ان کو لانے کی ضرورت بھی نہیں۔ جب ایک شخص اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام کہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو واجب الاتباع قرار دیتا ہے۔ اور دین اسلام کی خدمت گذاری کے لئے ایک جماعت تیار کرتا ہے تو کیا اسے خدائی کا مدعی کہا جا سکتا ہے اور پھر جب اس کے پیروؤں کی ایک جماعت ہے جن میں سے ایک بھی اسے خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتا۔ تو یہ کہنا کہ وہ خدائی کے مدعی تھے۔ یا اردو کے دعویدار تھے کس قدر خلاف واقعات ہیں غرض ان واقعات کو علمائے کرام کے سامنے پیش کر کے میں یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ للہ غور فرمائیں کہ کیا جن عقائد کا اظہار حضرت مرزا صاحب نے خود اپنی تحریروں میں کیا ہے ان کی رو سے وہ مسلمان ٹھہرتے ہیں یا کافر۔ حالانکہ یہ بھی مسلم ہے کہ اگر ایک شخص میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی۔ پھر بھی اسے کافر نہیں کہنا چاہئے بلکہ مسلمان ہی کہنا چاہئے۔ پس علمائے کرام سے التماس ہے کہ اسلام کی اس سخت مصیبت کے زمانہ میں جبکہ اسلام کی متفقہ اور متحدہ طاقت کی اس کے اعداء کے بالمقابل ضرورت ہے۔ اس امر حق کے اظہار سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

والسلام

خاکسار

محمد علی

احمدیہ بلڈنگس لاہور

یکم اپریل ۱۹۲۰ء

بعدہٗ

جواب کے منتظر اور انصاف کے متمنی

جملہ ممبران عالمگیر جماعتِ احمدیہ، لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا

ایل۔۲۵/اے، دلشاد گارڈن، دہلی۔۹۵

Email:ahmadiyyaanjuman@yahoo.co.in

Our Website: www.aaiil.org